بچوں اور بچیوں کا پیارا رسالہ

ماہنامہ تشحیذ الاذہان ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

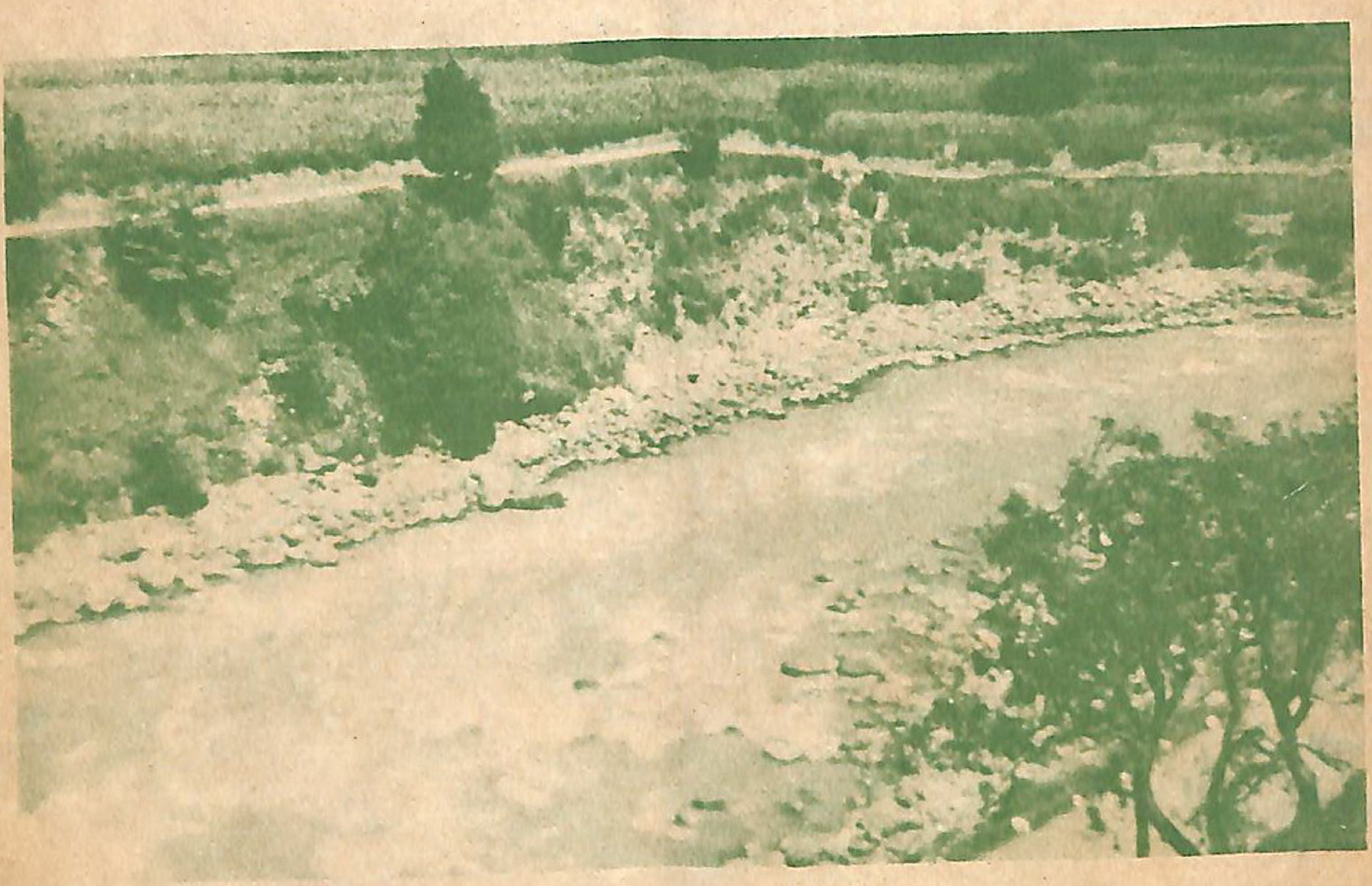

دریائے سوات (مدین) سوات

— ایڈیٹر —

محمد شفیق قیصر

امان ۱۳۵۸ ہش
مارچ ۱۹۷۹ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بچوں اور بچیوں کا پیارا رسالہ

جسے بڑے بھی پورے ذوق و شوق سے پڑھتے ہیں۔

ماہنامہ تشحیذ الاذہان ربوہ

امان ۱۳۵۸ ہش

مارچ ۱۹۷۹ء

جلد ۲۲ ــــــ شمارہ ۳

ایڈیٹر

محمد شفیق قیصر

نائبین

نصیر احمد قمر ۔ عبد السمیع خاں ۔ منیر احمد جاوید

کتابت

محمد اسعد خوشنویس دار الصدر شرقی ربوہ

فہرست

قال اللہ تعالیٰ	۲
اچھا کام بلا ناغہ کرو	۳
صبر اور شکر	۴
اچھی صحبت کا اثر	۶
میری زندگی کے دلچسپ واقعات (مکرم مولوی محمد حسین صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)	۹
اخلاقی کہانیاں	۱۷
اسلام کی تعلیم کو ہم عام کریں گے (نظم)	۲۲
کیا انسان ابھی آدم خور ہے	۲۴
شگفتہ شگفتہ	۲۷
بزم تشحیذ	۲۹
احمدی کی تعریف (نظم)	۳۲
ایک ناقابل فراموش واقعہ	۳۳
ننھے ادیب	۳۶
آپ بھی پوچھیے	۴۰
خبرنامہ تشحیذ	۴۱
دماغ لڑاؤ نمبر ۴	۴۳
جوابات دماغ لڑاؤ نمبر ۳	۴۵
لطائف	۴۶

قیمت سالانہ [illegible] روپے ★ فی پرچہ [illegible] پیسے

پرنٹر محمد شفیق قیصر [illegible]

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی

وَالَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ ھَوْنًا

ترجمہ :۔ اور وہ لوگ جو زمین پر بڑی عاجزی اور انکساری سے چلتے ہیں ۔

بچو! عاجزی اختیار کرنا ایک عظیم خلق ہے اور یہی مومن کا خوبصورت زیور ہے ۔ حضرت مرزا ایوب بیگ فرماتے ہیں کہ ایک بار سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لاہور میں مقیم تھے ۔ ایک شخص آیا اور اس نے گندی گالیاں حضور کو دینی شروع کر دیں ۔ خدام نے اُسے روکنا چاہا ۔ مگر حضورؑ نے منع فرما دیا ۔ جب وہ تھک کر خاموش ہوا تو حضورؑ نے فرمایا :۔

"بھائی کچھ اور بھی کہہ لے"

حضورؑ کے چہرہ مبارک پر ذرہ بھر ملال اور ناراضگی کے آثار نہ تھے ۔ یہ حالت دیکھ کر وہ شخص گڑگڑا کر حضورؑ کے قدموں پر گر پڑا اور رونے لگا ۔ اور معافی کا خواستگار ہوا ۔ تو دیکھا بچو! کس طرح عاجزی اور انکساری انسان کا دل جیت لیتی ہے اور خدا تعالیٰ بھی راضی ہو جاتا ہے ۔ خدا تعالیٰ ہمیں بھی کمزوروں اور بیماروں کی خدمت کی توفیق دے اور تکبر کبھی ہمارے دل میں پیدا نہ ہو ۔ آمین ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اچھا کام بلاناغہ کرو

(م۔ ش۔ قیصر)

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ اَحَبُّ الْاَعْمَالِ اِلَى اللّٰهِ اَدْوَمُهَا وَاِنْ قَلَّ۔

(بخاری و مسلم)

ترجمہ:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ تھیں) فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سب سے محبوب عمل وہ ہے جو ہمیشہ بغیر کسی ناغے کے کیا جائے اگرچہ وہ عمل تھوڑا ہی کیوں نہ ہو۔

تشریح:۔ پیارے بچو! اس مختصر سی حدیث میں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لئے ایک بہت ہی قیمتی نصیحت بیان فرمائی ہے۔ وہ لوگ جو غیر مستقل مزاجی سے کام کرتے ہیں ان کو کامیابی نہیں ہوتی۔ اس حدیث میں ہمیں اس حقیقت کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ اگر انسان ثابت قدمی سے کوئی کام برابر کرتا ہے تو وہ کام خواہ تھوڑا تھوڑا ہی ہر روز کیوں نہ کیا جائے آخر ایک دن وہ کام پورا اور مکمل ہو جاتا ہے۔

مثلاً اپنے تعلیمی دور کو ہی لے لیں۔ اگر آپ ہر روز باقاعدگی سے روز کا سبق روز یاد کریں گے تو سال کے آخر پر اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ اعلیٰ کامیابی حاصل کریں گے لیکن اگر آپ نے سارا سال تو پڑھائی نہ کی اور امتحان کے وقت کتابیں لے کر بیٹھ گئے تو اس صورت میں کامیابی ممکن نہیں۔

پس اس حدیث سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ ہم جو بھی کام کریں وہ پابندی اور استقلال کے ساتھ کریں گے۔ اگر ہم اپنے کاموں میں پابندی اور استقلال کو اختیار نہ کریں گے تو اس صورت میں ہم اس کام کا پورا فائدہ حاصل نہیں کر سکتے

شیخ سعدیؒ نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

دانہ دانہ ہم شود انبار
قطرہ قطرہ بہم شود دریا

یعنی ایک ایک دانہ اکٹھا کیا جائے تو دانوں کا ایک ڈھیر ہو جاتا ہے اسی طرح قطرہ قطرہ مل کر دریا بن جاتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صبر اور شکر

اللہ تعالیٰ نے دُنیا میں خوشی اور غم، آرام اور تکلیف، دُکھ اور سُکھ، مالداری اور مفلسی۔ عزّت اور ذلت کو ساتھ ہی ساتھ پیدا کیا ہے۔ انسان کو اپنی دُنیاوی زندگی میں ان تمام چیزوں سے واسطہ پڑتا ہے کبھی عیش و آرام نصیب ہوتا ہے تو کبھی غربت اور مفلسی سامنا کرنا پڑتا ہے۔ کبھی طاقت اور دولت حاصل ہوتی ہے اور کبھی کمزوری اور غربت۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ اگر تمہیں آرام و آسائش ملے تو خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرو یعنی اس کی نعمتوں کا دل سے یقین سے اور جان سے اقرار کرو اور ہمیشہ اس کا شکر ادا کرتے رہو۔ اسی طرح جب کوئی مصیبت پڑے یا کوئی تکلیف پہنچے تو اسے ہمت سے برداشت کرو اور تنگدستی ہو تو اس حالت میں بھی خوش رہو اور یہ سمجھو کہ اللہ تعالیٰ کی یہی مرضی ہے۔ تکلیف اور آرام اسی کے ہاتھ میں ہے۔ نہ پریشان ہو اور نہ گھبراؤ۔ بلکہ اسکے بتائے ہوئے طریق پر چل کر اسکی رضا اور خوشنودی حاصل کرو۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے:۔

"یقیناً اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے"

پھر یہ بھی فرمایا:۔

"یقیناً اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں سے محبت کرتا ہے"۔

پس ہر احمدی مسلمان کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنی کامیابیوں پر مغرور نہ ہو۔ اور ہمیشہ یہ سمجھے کہ یہ خدا تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے کہ اس نے ہمیں یہ کامیابی عطا فرمائی ہے اور اگر ہمیں کسی کام میں ناکامی ہوتی ہے تو مایوس اور نا اُمید ہونے کی بجائے محنت اور لگن سے کام کرکے کامیابی حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ صبر سے کام لیں۔ اپنے ارادے میں ثابت قدم رہیں۔ ہمارے پیارے نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی بڑی بڑی مصیبتوں پر صبر کیا اور اپنے صحابہ کو بھی ہمیشہ صبر کی نصیحت فرمائی۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ مدینہ کے چند صحابہ ایک جگہ جمع تھے۔ حضور نے ان سے پوچھا کیا آپ مسلمان ہیں؟ انہوں نے جواب دیا۔ "جی ہاں یا رسول اللہ" آپؐ نے فرمایا اس کا کیا ثبوت ہے؟ صحابہ نے جواب دیا یا رسول اللہ۔ "ہم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر شکر ادا کرتے ہیں اور جب کوئی ابتلاء یا مصیبت آتی ہے تو صبر اور رضا سے کام لیتے ہیں"۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! "خدا کی قسم یقیناً تم مسلمان ہو"۔ پھر فرمایا۔ "صبر ایمان کی شاخ ہے"۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے۔ کہ ہم ایمان والوں کو دنیا میں ہر طرح سے آزماتے ہیں ان کو طرح طرح کی مصیبتیں اور تکلیفیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پہنچتی ہیں۔ مگر وہ ہمیشہ صبر سے کام لیتے ہیں۔ اور ان کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے بہت اجر ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کا طریق تھا کہ رنج اور مصیبت کی خبر سُن کر قرآن کریم کی یہ آیت پڑھا کرتے تھے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ؀

یقیناً ہم اللہ ہی کے لئے ہیں اور اُسی کی طرف ہم سب نے لوٹ کر جانا ہے۔"

کفارِ مکہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے مقدس اصحاب کو بہت تکالیف پہنچائیں۔ مگر آپؐ اور آپؐ کے صحابہ نے ہمیشہ صبر کیا۔ نہ کسی سے بدلہ لینے کا ارادہ کیا، نہ کبھی بددُعا دی۔ لوگوں نے آپ کو پتھروں سے زخمی کیا اور راستے میں کانٹے بچھائے۔ راہ چلتے وقت چھتوں سے آپؐ کے سر پہ کوڑا ڈالا۔ گالیاں دیں اور ہر طرح سے تکلیف پہنچائی۔ مگر آپؐ نے ہر مصیبت اور دُکھ میں صبر کیا اور بجائے بدلہ لینے کے۔ اُلٹا تکلیف دینے والوں کے حق میں خُدا تعالیٰ سے دعائیں مانگیں۔ صبر کی ایسی مثال دُنیا میں اور کوئی پیش نہیں کر سکتا۔

آپؐ کے صحابہ نے بھی آپؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق پہ عمل کیا۔ اس زمانہ میں آپؐ کے روحانی فرزند اور غلام سیّدنا حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السّلام نے بھی آپؐ کی پیروی میں ہمیشہ صبر کا عملی نمونہ دکھایا۔ آپؑ پر بھی بڑی بڑی مصیبتیں آئیں۔ بڑی بڑی تکلیفیں آپ کو اور آپ کے ماننے والوں کو پہنچائی گئیں۔ مگر آپ نے ہمیشہ صبر سے کام لیا اور اپنے ماننے والوں کو بھی ہمیشہ صبر سے کام لینے کی نصیحت فرمائی۔ صبر کے ساتھ ساتھ شکر کرنا بھی اچھی عادت ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:۔

لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ

یعنی اگر تم شکر کرو گے تو مَیں تمہاری نعمتوں میں اضافہ کر دوں گا۔"

شکر سے مُراد یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے احکام کی پابندی کریں۔ اور جن راہوں سے اُس نے ہمیں روکا ہے اُن پر چلنے سے رُکیں۔ آرام اور اطمینان کی حالت میں مفلسوں اور غریبوں کی مدد کریں۔ خدمتِ دین کے لئے اپنے مال کو خُدا کی راہ میں پیش کریں اور اپنی توتوں کو بھی بروئے کار لائیں۔

پس اے احمدی بچو! ہمیشہ صبر اور شکر سے کام لو اور ہر وقت خُدا تعالےٰ کے احکام پر عمل بجالاتے رہو۔

محمد شفیق قیصر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اچھی صحبت کا اثر

باپ اور بیٹے کے درمیان ایک مکالمہ

بیٹا :- ابا جان - مجھے بعض کھیل اچھے نہیں لگتے۔

باپ :- سلیم - بیٹے مجھے آپ کی اس بات سے بہت تعجب ہوا ہے۔ کیونکہ چند ماہ پہلے تو آپ کی یہ حالت تھی کہ آپ ہر وقت کھیلوں میں ہی مصروف رہتے تھے۔ لیکن اب تم کہتے ہو کہ مجھے بعض کھیل بُرے معلوم ہوتے ہیں۔ آخر اس کی وجہ تو بتاؤ ؟

بیٹا :- ابا جان - آپ ٹھیک فرما رہے ہیں۔ بے شک چند ماہ قبل میں ہر وقت کھیل کے لئے دیوانہ بنا رہتا تھا۔ لیکن اب مجھے ہر وقت کھیلنا اچھا نہیں لگتا۔

باپ :- آخر اس کی وجہ ؟

بیٹا :- ابا جان - آپ نے ہمارے محلہ میں اکثر دیکھا ہوگا کہ چار لڑکے اپنی کتابیں بغل میں دبائے گلی کے اندر جاتے ہیں۔

باپ :- کیا تمہاری مراد ان چار لڑکوں سے تو نہیں جو اکٹھے چلتے پھرتے ہیں۔ ان کا لباس معمولی قسم کا ہے۔ لیکن بہت صاف ستھرا ہوتا ہے۔

بیٹا :- ابا جان بالکل وہی چار لڑکے۔

باپ :- پھر کیا ہوا ؟

بیٹا :- یہ تو بتائیں کہ کیا کبھی آپ نے ان کو کسی قسم کی شرارت کرتے بھی دیکھا ہے ؟

باپ :- بیٹا - مجھے تو یاد نہیں کہ محلہ میں کبھی انہوں نے کسی قسم کی شرارت کی ہو۔

بیٹا :- ابا جان - ان لڑکوں کی عادت بہت عجیب ہے۔ جب راہ چلتے ہیں تو گردن نیچی کئے ہوئے۔ اپنے سے بڑا مل جائے تو اسے ہمیشہ سلام کرنے میں پہل کرتے ہیں۔ کئی سال سے ہمارے محلہ میں رہ رہے ہیں مگر کسی کو کانوں کان خبر نہیں۔ محلہ میں کئی لڑکے رہتے ہیں لیکن ان کو کسی سے واسطہ نہیں۔ یہ چاروں آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ نہ کبھی لڑتے ہیں نہ جھگڑتے۔ نہ گالی دیتے۔ نہ بات بات پر قسم کھاتے۔ نہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جھوٹ بولتے ہیں۔ اور نہ کسی کو چھیڑتے۔ اور نہ کسی پر آوازہ کستے ہیں۔ غرض ان میں کوئی عیب نہیں۔ ہمارے سکول میں ہی پڑھتے ہیں۔ وہاں بھی ان کا یہی حال ہے۔ اساتذہ کی عزت کرتے ہیں۔ ہمیشہ ان کا ادب کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سب استاد بھی ان سے محبت کرتے ہیں ان سے کسی کو بھی کبھی کوئی شکایت پیدا نہیں ہوئی۔ آدھی چھٹی کے وقت سب لڑکے کھیل کود میں لگ جاتے ہیں۔ مگر یہ چاروں بھائی قریبی مسجد میں جا کر ظہر کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔

باپ:۔ بیٹے آپ نے ان لڑکوں کی مختصر سی کہانی تو بیان کر دی مگر یہ نہ بتایا کہ تمہیں فضول کھیل کود اور دیگر لغو باتوں سے کیوں نفرت ہو گئی۔

بیٹا:۔ ابا جان۔ ان چاروں بھائیوں میں سے ایک بھائی میرا ہم جماعت ہے۔ ایک روز کا ذکر ہے کہ مجھے سبق یاد نہ تھا۔ ماسٹر صاحب مجھ سے بہت ناراض ہوئے اور اس لڑکے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ اس کا گھر تمہارے گھر کے نزدیک ہی ہے۔ وہاں جا کر اس کے ساتھ مل کر سبق یاد کیا کرو۔ میں نے ان سے دریافت کیا۔ کیا آپ مجھے سبق یاد کروا دیا کریں گے، تو کہنے لگا کیوں نہیں۔ مجھے بڑی خوشی ہوگی کہ ہمارے گھر تشریف لائیں۔ میں ضرور آپ کی مدد کروں گا۔ چنانچہ اگلے دن میں ان کے گھر چلا گیا۔ آواز دی انہوں نے مجھے اندر بلا لیا۔ جا کر دیکھا تو ایک بوڑھی سی عورت تخت پر جانماز بچھائے قبلہ رُو بیٹھی ذکر الٰہی میں مصروف ہیں۔ میں سیدھا اپنے ہم جماعت کے پاس چلا گیا۔ اور اس سے پوچھا کہ یہ بڑی بی کون ہیں انہوں نے کہا کہ ہماری نانی جان ہیں اور ہم سب ان کو "نانی اماں" کہتے ہیں۔ اور نماز کے بعد اب یہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صد سالہ جوبلی کے سلسلہ میں بتلائی ہوئی تسبیحات اور دعاؤں میں مصروف ہیں۔ نانی اماں جب ان تسبیحات سے فارغ ہوئیں تو مجھے مخاطب کر کے فرمانے لگیں۔ بیٹا! اگرچہ تم نے مجھے سلام نہیں کیا۔ لیکن میرا یہ فرض ہے کہ میں تمہیں دعائیں دوں۔ اللہ تعالیٰ تمہیں زندگی دے۔ لمبی اور کام کرنے والی عمر پاؤ۔ خدا نیک ہدایت دے۔ ان کی یہ باتیں سن کر میں شرم کے مارے کٹا جا رہا تھا اور مجھ پر گھڑوں پانی پڑ گیا۔ فوراً اُٹھ کر نہایت ادب سے نانی اماں کو سلام کیا۔ نانی اماں بہت خوش ہوئیں اور مجھے کہنے لگیں۔ بیٹا! اچھے بچے ہمیشہ اپنے بڑوں کو سلام کرتے ہیں"۔ اس کے بعد نانی اماں نے مجھے مٹھائی دی اور بڑے اصرار سے کھلائی۔ چنانچہ میں کافی عرصہ تک ان کے گھر جاتا رہا اور نانی اماں مجھے اپنے نواسوں کی طرح پیار کرتی اور ہمیشہ دعائیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دیتیں۔ چنانچہ اسی وقت سے میرا دل فضول کھیل کود اور دیگر لغویات سے اچاٹ ہو گیا۔

ایک دن نانی اماں مجھے کہنے لگیں۔ بیٹا یہ تو بتاؤ کہ تم دن بھر کیا کرتے ہو۔ میں نے انہیں اپنا روزانہ کا تمام پروگرام۔ سونا۔ جاگنا۔ کھانا۔ کھیلنا۔ پڑھنا لکھنا اور بہت سے کام گنوائے۔ انہوں نے میرا پروگرام سُن کر کہا۔ بیٹا تم سارا دن خُدا تعالیٰ کی خاطر ایک کام بھی نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں انسان بنایا ہے۔ عزّت والے اور خوشحال خاندان میں پیدا کیا ہے۔ عمدہ صورت تمہیں عطا فرمائی ہے۔ کہ جو دیکھے پیار کرے ورنہ وہ خُدا تمہیں اندھا۔ کانا بہرا۔ لنگڑا بھی پیدا کر سکتا تھا۔ افسوس ہے کہ تم خدا تعالیٰ کے احسانات کو یاد نہیں کرتے اور اسکی دی ہوئی نعمتوں کا شکریہ ادا نہیں کرتے تمہارا یہ فرض ہے کہ خُدا تعالیٰ کی عبادت کرو۔ اس کے حضور جھکو۔ اس سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو۔ نیک کام کرنے کی توفیق چاہو۔ پھر اسکے بعد نانی اماں نے مجھے آہستہ آہستہ نماز سکھائی۔ اور پھر نماز کا ترجمہ سمجھایا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کی باتیں بتائیں۔

باپ:۔ تو یوں کہو کہ "نانی اماں" اور ان کے خوابوں کی نیک صحبت کا اثر ہے جس نے تمہارے اندر یہ نیک تبدیلی پیدا کی ہے۔

بیٹا:۔ ابّا جان۔ یقیناً یہ ان کی ہی نیک صحبت کا اثر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بُرے کاموں سے بچا لیا اور اب میں پانچ وقت مسجد میں نماز ادا کرتا ہوں اور قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہُوں اس کا ترجمہ بھی سیکھنا شروع کر دیا ہے اور اپنے روزانہ کے پروگرام میں کچھ وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کی کتب پڑھنے کا بھی نکالتا ہُوں۔ دُعا فرمائیں اللہ تعالیٰ مجھے ان کاموں کو ہمیشہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

بھائی جان

حضرت حکیم نظام جان
کا
مشہور دواخانہ
مشہور دواخانہ رجسٹرڈ
چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ۔ فون ۴۸۴۴
ربوہ۔ بالمقابل ایوان محمود۔ فون ۶۲۳
نگران
حکیم عبد الحمید ابن حکیم نظام جان
رجسٹرڈ درجہ اوّل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میری زندگی کے دلچسپ واقعات

مکرم مولوی محمد حسین صاحب صحابی حضرت مسیح موعودؑ

مکرم مولوی محمد حسین صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک بزرگ صحابی ہیں۔ آپ کی زندگی کے کچھ واقعات انٹرویو کی شکل میں گذشتہ سال پیش کئے گئے تھے۔ اب مکرم مولوی صاحب نے کمال شفقت سے اپنے تفصیلی واقعات خود لکھ کر عنایت فرمائے ہیں۔ جو شائع کئے جا رہے ہیں۔

صحابی ہونے کی وجہ سے آپ نے تقریباً ۱۹۰۰ سے اب تک کی تمام تاریخ احمدیت کو اپنی آنکھوں سے ملاحظہ کیا ہے۔ اس لئے آپ کے واقعات نہ صرف دلچسپی کے حامل ہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی زندہ قدرتوں کے مظہر ہیں۔ ان کو غور سے پڑھیں۔ اور خلافت کے ساتھ اپنا رابطہ مضبوط کریں۔ اور ساتھ ہی مکرم مولوی صاحب کی صحت کے لئے بھی دعائیں کرتے رہیں۔

(ادارہ)

میں چونکہ بچپن سے ہی اللہ تعالیٰ کے فضل سے نمازوں کا پابند تھا اور کبھی داڑھی بھی نہیں منڈوائی تھی اس لئے لوگ مجھے مولوی کہتے۔ میں اس لفظ کو پسند نہیں کرتا تھا۔ چنانچہ مجھے سن کر بہت دکھ ہوتا۔

۱۹۱۸ء میں جنگ عظیم اول کے دوران میں فوج میں بھرتی ہو کر بصرہ چلا گیا۔ وہاں بھی مجھے باقاعدہ نمازیں پڑھنے اور قرآن کریم کی تلاوت کرنے کی وجہ سے لوگوں نے مولوی کہنا شروع کر دیا۔ اس وجہ سے مجھے بہت تکلیف ہوتی۔ وہیں بصرہ میں ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ میں مسجد اقصیٰ قادیان میں جمعہ پڑھنے کے لئے گیا ہوا ہوں۔ اس وقت مسجد پرانی طرز کی صرف تین دروں والی تھی۔ میری خواہش تھی کہ میں پہلی صف میں بیٹھوں۔ جب میں لوگوں میں سے گذرتا ہوا درمیانے در کے قریب پہنچا تو میرے کان میں آواز پہنچی "مولوی صاحب" میں نے خیال کیا کہ کسی اور کو بلایا ہوگا۔ کیونکہ میرا نام تو مولوی نہیں اور اس آواز کی کچھ پرواہ نہ کی اور درمیانے دروازہ سے کے اندر پہنچا تو پھر آواز آئی "مولوی صاحب" اسی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وقت میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام عاجز کو پکار رہے تھے میں نے جلدی سے صحن میں جا کر حضور سے ملاقات کی۔ حضور نے میرا ہاتھ نہ چھوڑا اور مجھے بائیں ران پر بٹھا کر پوچھنے لگے کہ مولوی صاحب آجکل لوگ ہم پر کیا اعتراض کرتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ حضور کے دعویٰ پر ہی لوگ بحث کرتے ہیں تو حضور فرمانے لگے کہ آپ پھر اس کا کیا جواب دیتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ مرزا صاحب نہ تو کوئی کتاب لائے ہیں نہ نیا قبلہ اور نہ کلمہ تو آپ نبی کیسے ہو گئے ہیں۔ میں پھر اُن سے بھی پُوچھتا ہوں کہ آپ کے پاس کتنے کلمے ہیں تو وہ کہتے ہیں آٹھ۔ پھر میں کہتا ہوں کتابیں کتنی ہیں تو وہ جواب دیتے ہیں چار۔ پھر میں کہتا ہوں کہ آج تک دُنیا میں کتنے قبلے بنے ہیں تو وہ کہتے ہیں دو۔ تو پھر میں کہتا ہوں کہ آج تک دنیا میں نبی کتنے آئے ہیں۔ تو وہ جواب دیتے ہیں کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار۔ پھر میں اُن سے سوال کرتا ہوں کہ جب ہر نبی کا کلمہ، قبلہ اور کتاب الگ الگ ہوتی ہے تو پھر باقی کتابیں۔ کلمے اور قبلے کہاں ہیں تو وہ اس پر لاجواب ہو جاتے ہیں۔

حضور میرا جواب سن کر فرمانے لگے کہ یہی جواب درست ہے۔ اس کے بعد میں جاگ اُٹھا اور میرے دل میں تحریک ہوئی اب چونکہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مولوی کا خطاب دے دیا ہے اب میں کسی کے مولوی کہنے پر انشاء اللہ نہیں چڑوں گا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے اس عاجز کو مولوی ہی بنا دیا۔ اور اپنی طرف سے علم دیگر اور مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں کا مطالعہ کرنے کی برکت سے مخالفین سے سینکڑوں مناظرے کئے اور خُدا تعالیٰ کی نُصرت ہر جگہ شامل حال رہی اور کامیابی ہوتی رہی۔

۱۹۰۵ء میں حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کی وفات ہوئی اور چند ماہ روہڑی قبرستان میں آپ کو امانتاً دفن کیا گیا۔ بعدہٗ بہشتی مقبرہ قادیان میں آپ کے تابوت کو لایا گیا۔ اُس وقت میں بھی تابوت اٹھانے والوں کے ہمراہ تھا۔

اس طرح بہشتی مقبرہ قادیان میں پہلی قبر حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کی بنی۔

قادیان سے آریوں کا ایک اخبار شبھ چنتک نکلا کرتا تھا اُس کے ایڈیٹر سومراج اور اس کا ساتھی اچھر چند بھگت رام تھے۔

یہ اخبار احمدیت کے خلاف بہت زہر اُگلتا رہتا تھا۔ جب اس اخبار کی بدزبانی حد سے بڑھ گئی تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک اشتہار دیا کہ قادیان کے آریوں کا اور ہمارا اب خُدا تعالیٰ ہی انصاف کرے گا۔ طاعون کے دنوں میں میری چچی صاحبہ کو بھی طاعون ہو گئی۔ چنانچہ دوائی لینے کی غرض سے جب میرے چچا جان بازار گئے تو وہاں اچھر چند مذکورہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نے کہا کہ اللہ یار صاحب یہ ہاتھ میں بوتل کیوں پکڑی ہوئی ہے۔ چچا صاحب نے جواب دیا کہ میری بیوی کو طاعون ہو گئی ہے۔ اور دوائی لینے جا رہا ہوں۔ تو اچھر چند نے بطور طعن کہا کہ تم کشتی نوح میں سوار ہو جاؤ تمہیں تو کسی دوائی کی ضرورت نہیں۔ چچا صاحب نے جواب دیا کہ ہم انشاء اللہ تعالیٰ کشتی نوح میں ہی سوار ہوں گے مگر تم اپنے گھوڑے تیار کر لو۔ یہ جواب دے کر وہاں سے چل دیئے۔ چونکہ چچا صاحب نے وہ تفسیر سُنی ہوئی تھی کہ جب حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے ساتھی کشتی میں سوار ہو گئے تو منکرین نے گھوڑوں پر تیرنا شروع کر دیا تھا۔ اس وقت خُدا نے تیز ہوا کو بھیج دیا جس سے وہ گھوڑے آپس میں ٹکرائے اور ٹوٹ گئے۔ اس طرح تمام منکرین غرق ہو گئے۔ اسی لئے چچا صاحب نے ایسا جواب دیا تھا۔ آخر نتیجہ یہ نکلا کہ اگلے دن سومراج کی بیوی طاعون سے مر گئی۔ تھوڑے سے وقفہ کے بعد مستو کے مرنے کی خبر آگئی۔ پھر سومراج کا اکلوتا بیٹا مر گیا۔ گویا چند دنوں میں سومراج اس کی بیوی اور لڑکا۔ مستو۔ اچھر چند اور اس کی بیوی اور سب بچے۔ بھگت رام اس کی بیوی اور بچے۔ حتیٰ کہ ان کے پریس کو چلانے والا عبدل اور اس کا بھائی جو جو غتہ کشمیری کے لڑکے تھے وہ بھی مر گئے اور دونوں ایک ہی قبر میں دفن کئے گئے۔

ہندوؤں کے محلے میں اور غیر احمدیوں کے محلہ میں سخت طاعون پھیلی ہوئی تھی اور ہم سب حضور کے حکم کے ماتحت باغ کے پاس چلے گئے تھے۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ وبا کے ایام میں دوسری بستی میں نہیں جانا چاہیئے۔ البتہ کھلے میدان میں چلے جانا چاہیئے۔

---

۲۶ مئی ۱۹۰۸ء بروز منگل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا لاہور میں وصال ہوا۔ جب آپ کی وفات کی اطلاع بذریعہ تار قادیان پہنچی تو کسی کو بھی اعتبار نہ آیا اور یہی خیال کیا جانے لگا کہ کسی دشمن نے ایسا تار بھیج دیا ہے۔ چنانچہ بٹالہ سے دوبارہ تار دے کر پتہ کروایا تو معلوم ہوا کہ واقعی آپ کی وفات ہو گئی ہے۔ قادیان کے احمدیوں کی حالت اس اچانک خبر سے ناگفتہ بہ تھی۔ شاید ہی کوئی ایسا احمدی ہوگا جس کی آنکھوں سے آنسو جاری نہ ہوئے ہوں۔ غرضیکہ بہت ہی شدید دھچکا لگا تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ کے نوشتے تو پورے ہو کر ہی رہتے ہیں۔ ۲۷ مئی ۱۹۰۸ء کو بوقت دس بجے دن آپ کی نعش مبارک قادیان پہنچی۔ آپ کے باغ والے مکان کے صحن میں تمام سکھوں، ہندوؤں، عیسائیوں اور غیر احمدیوں کو آپ کا چہرۂ مبارک دکھایا گیا۔ اسی دن حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ کو تمام جماعت کے اراکین نے متفقہ طور پر خلیفہ منتخب کیا اور سب نے حضور کی بیعت کی۔

خواجہ کمال دین صاحب، مولوی محمد علی صاحب، ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب، سید محمد حسین شاہ صاحب شیخ رحمت اللہ صاحب ودیگر ممبران صدر انجمن احمدیہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نے اعلان کیا کہ حضرت خلیفۃ المسیح کی اطاعت ہم پر اسی طرح واجب ہے جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تھی۔

بعدہٗ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضؓ نے آپ کا جنازہ پڑھایا جس میں ہم سب نے شرکت کی۔ آپ کے جنازہ میں غیر احمدیوں نے بھی شرکت کی۔

بعدہٗ حضور کے جسد اطہر کو تابوت میں رکھ دیا گیا۔ تدفین کے دوران مغرب کا وقت ہو چکا تھا۔ یہ نظارہ غم کبھی ہمیں عمر بھر نہیں بھول سکتا۔ ہمیں یہ فخر حاصل ہے کہ خدا کے نبی کو اپنے ہاتھ سے دفن کیا۔ آپ کی وفات کے کئی دن بعد تک یہی کیفیت رہی۔ غیر احمدی یہی کہنے لگے کہ اس جماعت کا شیرازہ صرف مرزا صاحب کے ہی ساتھ تھا اب یہ سلسلہ درہم برہم ہو جائے گا۔ جبکہ خدا تعالیٰ اپنے چلائے ہوئے سلسلہ کی خود ہی نگرانی کرتا ہے۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ کس قدر اس خدائی جماعت نے ترقیات کیں اور کرتی چلی جا رہی ہے۔

---

۲۷ مئی ۱۹۰۸ء بوقت دو بجے دن حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کا زمانہ شروع ہوا۔ آپ کی خلافت میں قادیان کے مضافات کی زمین بھی آباد ہونا شروع ہوئی۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول اور بورڈنگ کی تعمیر ہوئی۔ مسجد اقصیٰ میں بھی پہلی بار توسیع آپ کے زمانہ میں ہی ہوئی۔

۱۹۱۰ء میں طاعون کی وبا دوبارہ قادیان میں پھیل گئی اور میں بھی اسی بیماری کا شکار ہو گیا۔ جتنے بھی غیر احمدی اس وبا کے شکار ہوئے تھے کوئی بھی جانبر نہ ہو سکا تھا اس لئے جس وقت کسی کو طاعون ہو جاتی فوراً اس کی قبر کھودنے چلے جاتے تھے۔ میرا مرنا بھی مشہور ہو گیا۔ میرے والدین کو اس بات کا بہت صدمہ تھا۔ بار بار حضرت خلیفہ اوّل رضؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر میری حالت سے آگاہ کرتے تھے ایک دن میری حالت اتنی خراب ہو گئی کہ چند منٹوں کا مہمان نظر آنے لگا۔ اور موت کے آثار دکھائی دینے لگے۔

میرے والد صاحب حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ تعالےٰ کے پاس نماز ظہر کے وقت مسجد میں پہنچے۔ حضور رضؓ نے میرے والد صاحب سے پوچھا کہ بچے کا کیا حال ہے؟ والد صاحب نے جواب دیا اب آخری وقت معلوم ہوتا ہے۔ اور ساتھ ہی آنسو گرنے شروع ہو گئے۔ حضور نے مصلّے پر کھڑے ہو کر اعلان فرمایا کہ میاں صاحب کا لڑکا سخت بیمار ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ کے دربار میں اس لڑکے کی صحت کے لئے اتنے دردِ دل سے دُعا کرو کہ جسے خدا تعالیٰ منظور کرے۔ چنانچہ نماز میں بہت ہی گڑگڑا کر دُعا کی گئی۔ میرے والد صاحب نے فرمایا۔ کہ مجھے یقین ہو گیا کہ اب میرا بچہ اس بیماری سے ضرور شفاء پا جائے گا۔ نماز کے بعد حضور نے بھی میرے والد صاحب کو تسلّی دی۔ جب آپ گھر کے پاس پہنچے تو بابا حسن محمد صاحب والد گرامی مولوی رحمت علی صاحب مبلّغ جاوا ملے اور کہنے لگے کہ مجھے آپ کے لڑکے کا بہت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

افسوس ہے۔ میرے والد صاحب گھبرا گئے اور گھر تک دونوں اکٹھے آئے تو یہ معلوم کر کے کہ مجھے بے ہوشی ہے مگر سانس چلتا ہے آپ نے سجدہ شکر ادا کیا۔ تھوڑی دیر کے بعد مجھے قدرے ہوش آیا اور میں نے اپنا خواب سنانا شروع کیا۔

میں نے اس وقت خواب میں دیکھا کہ میں فوت ہو گیا ہوں اور مجھے نہلا کر اور کفن پہنا کر عید گاہ والے قبرستان میں لے گئے ہیں۔ میری آنکھیں بند ہیں مگر میں سب کو دیکھتا ہوں اور ان کی باتیں سنتا ہوں مگر بول نہیں سکتا۔ میری چارپائی کو قبر کے پاس لے جا کر رکھا ہے اور شیخ جھنڈو خوجہ جو ہمارا ہمسایہ تھا اور جس کی فروٹ کی دکان مسجد اقصیٰ کے کونے پر تھی وہ میری قبر کی لحد کو صاف کر رہا تھا۔ جب میں کفن میں سے اُسے صفائی کرتے دیکھتا ہوں تو میں اُسے بلا کر کہتا ہوں کہ میں نے دوبارہ پھر اس دنیا میں نہیں آنا۔ ذرا لحد کو خوب اچھی طرح صاف کر دو۔ اس نے جواب دیا کہ میں نے لحد کو بالکل صاف کر دیا ہے اور اب میں اس میں باریک ریت بچھا رہا ہوں تاکہ کوئی کنکر وغیرہ نہ چبھے اور اس میں لیٹ کر دیکھتا ہوں کہ لحد تنگ تو نہیں ہے اور خود اس میں لیٹ جاتا ہے اور مجھے ایک بہت خوبصورت مسجد دکھائی دیتی ہے اور میں شیخ صاحب سے کہتا ہوں کہ تم قبر کو اچھی طرح صاف کر دو میں جاتی دفعہ نماز مسجد میں ادا کر آؤں۔ میں اُٹھ کر مسجد چلا جاتا ہوں اور وضو کر کے نماز پڑھنا شروع کی تو مجھے ہوش آ گیا اور شیخ صاحب قبر میں ہی رہ گئے۔

تھوڑے وقفہ کے بعد شیخ صاحب کے مکان سے رونے کی آواز یکبارگی میرے کانوں میں پہنچی تو میں نے کہنا شروع کر دیا کہ شیخ جھنڈو فوت ہو گئے ہیں۔ مگر میری کمزور حالت کو دیکھ کر میرے والدین نے شیخ جھنڈو کی وفات مجھ سے چھپائے رکھی مگر میں نے دریافت کر کے ہی چھوڑا کہ واقعی شیخ صاحب قبر میں پہنچ گئے ہیں۔ میں خدا تعالیٰ کے خاص فضل سے تندرست ہو گیا۔ صرف میری دائیں آنکھ پر اس بیماری کا اثر پڑا باقی جسم ٹھیک رہا۔ الحمد للہ۔

چونکہ میں سخت بیمار رہا تھا اور کمزوری حد سے تجاوز کر چکی تھی اور کھانے پینے کو بھی دل نہیں چاہتا تھا۔ گھر والے تنگ کرتے کہ کچھ نہ کچھ ضرور کھاؤ۔ چنانچہ میں نے تنگ آ کر کہا کہ دال ماش کی کھچڑی پکاؤ اور اگر اس میں سے نصف حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ کھائیں گے تو پھر میں کھاؤں گا۔ ورنہ کچھ نہیں کھاؤں گا۔ میری والدہ صاحبہ اُسی وقت حضور رضؓ کے گھر گئیں اور سارا قصہ سنا دیا۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ نے اسی وقت حکم دیا کہ اُسی قسم کی ماش کی کھچڑی بناؤ۔ لہٰذا ویسی بنا کر اس میں سے دو چار لقمے حضور نے کھائے اور باقی مع کچھ میرے لئے بھیج دی۔ متواتر ایک ہفتہ حضور اسی طرح کرتے رہے۔ اے خدا ان کو جنت الفردوس میں خاص مقام عطا فرما اور ان کی اولاد پر بھی رحم فرما۔ آمین۔

۱۹۱۲ء اور ۱۹۱۳ء میں میں دونوں سال مسجد اقصیٰ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قادیان میں اعتکاف بیٹھا۔ ۱۹۱۳ء کے رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں جب میں اعتکاف بیٹھا تو مسجد میں بہت رونق تھی اور کافی اصحاب اعتکاف بیٹھے ہوئے تھے۔ اس وقت صرف چند ایک کے نام یاد ہیں۔ حافظ روشن علی صاحب رضؓ۔ صوفی غلام محمد صاحب رضؓ۔ مولوی محمد عارف صاحب رضؓ۔ ماسٹر نور الٰہی صاحب رضؓ۔ باقی یاد نہیں رہے۔

جب ستائیسویں رات آئی تو آسمان ابر آلود تھا۔ اور حضرت خلیفہ اول رضؓ نے بعد نماز عشاء یہ ارشاد پیغام بھیجا کہ آج معتکفین دعا میں زور لگالیں۔ خدا کے فضل سے بہت دعائیں کی گئیں۔ اس رات خواب میں معتکفین نے مختلف خوابیں دیکھیں مگر میں نے درج ذیل خواب دیکھا۔ کہ

جس جگہ اب مولوی شیر علی صاحب کی کوٹھی ہے وہاں ایک وسیع میدان تھا اور حضرت خلیفہ اول رضؓ قرآن کریم کا درس فرما رہے ہیں۔ غالباً پچیسواں ۲۵ پارہ تھا۔ قطب کی طرف حضور کا چہرہ مبارک تھا اور ہم سب لوگ قرآن کریم کھولے۔ درس سن رہے ہیں اور حضرت میاں محمود احمد صاحب بڑی تیزی کے ساتھ سائیکل پر وہاں پہنچتے ہیں۔ سب لوگوں نے آپ سے مصافحہ کیا۔ آخر میں آپ حضرت خلیفہ اولؓ کے پاس پہنچے تو حضور نے کرسی پر سے اٹھ کر مصافحہ کیا اور اپنے ہاتھوں سے قرآن کریم میاں محمود احمد صاحب رضؓ کے ہاتھوں پر رکھ کر انگلی سے بتایا کہ میاں یہاں تک میں نے درس دیا ہے اور اس کے آگے آپ شروع کر دیں۔ مولوی صاحب ایک بنچ پر بیٹھ گئے اور حضرت میاں محمود احمد صاحب آپ کی کرسی پر بیٹھ گئے۔ اور وہاں سے درس شروع کر دیا۔ جہاں سے مولوی صاحب نے بتایا تھا۔

یہ نظارہ دیکھنے کے بعد میری آنکھ کھل گئی اور میں نے تہجد پڑھنا شروع کر دی۔

---

۱۳ مارچ ۱۹۱۴ء بروز جمعۃ المبارک بوقت دو ۲ بجے حضرت خلیفہ اول رضؓ کا نواب محمد علی خان صاحب کی کوٹھی میں وصال ہوا۔ اس وقت مولوی محمد علی صاحب نے یہ جھگڑا پیدا کر دیا کہ اب خلیفہ نہیں ہونا چاہیئے۔ اور انجمن ہی خلیفہ کا کام کرے اور بس۔ حالانکہ آپ حضرت مولوی نورالدین صاحب کو پہلے خلیفہ مان کر بیعت کر چکے تھے مگر آپ کی خلافت کے دوران ہی ۱۹۰۹ء میں مولوی صاحب موصوف نے چہ میگوئیاں شروع کر دی تھیں جن کی تفاصیل "الحکم" و "البدر" اکتوبر ۱۹۰۹ء اور ۱۹۱۱ء میں چھپے ہوئے حضرت خلیفہ اول کے خطبات میں موجود ہیں۔

غرضیکہ اس وقت بہت بڑا فتنہ پیدا ہو گیا۔ اور جماعت میں اضطراب پھیل گیا۔ اس سے قبل ایسا اضطراب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر تھا یا آج پیدا ہوا تھا۔ اسی دن مغرب کے وقت اعلان کیا گیا کہ تمام مرد و زن صبح ہفتہ کے دن روزہ رکھیں اور دعاؤں پر زور دیں کہ اللہ تعالیٰ ہماری نصرت فرما کر انشراح صدر پیدا کر دے کہ کون خلیفہ ہو۔ تمام مرد و زن نے ہفتہ کے دن روزہ رکھا اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ظہر کی نماز مسجد نور میں حضرت میاں محمود احمد صاحب نے پڑھائی۔ وہ ایک بے نظیر نماز تھی کہ مومنوں کی گریہ زاری سے مسجد کی چھت پر فرشتے بھی آمین کہہ رہے ہوں گے دعاؤں کی آواز سے مسجد گونج اٹھی۔ نماز کے بعد وہیں تقریریں ہوئیں اور سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ کا انتخاب ہوا۔ تمام جماعت نے متفقہ طور پر سیدنا حضرت بشیر الدین محمودؓ کو خلیفۃ المسیح الثانی تسلیم کیا اور ساری جماعت نے بخوشی بیعت کی۔ سوائے مولوی محمد علی صاحب۔ ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب وغیرہ وغیرہ غالباً یہ سات نفوس ایسے تھے جو مسجد نور میں الگ ایک کونے میں بیٹھے رہے۔ بیعت لینے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضؓ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ جس میں مولوی محمد علی صاحب کے چند نفوس کا گروہ اور دوسرے غیر احمدی احباب بھی کافی تعداد میں شریک ہوئے۔ مغرب سے قبل حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے پہلو میں آپ کو دفن کر کے سب احباب واپس آگئے۔

وہ وقت بھی خوشی و غم کے اشتراک کا عجیب سماں پیدا کر رہا تھا جو بیان سے باہر ہے۔ وفات یافتہ کا رنج اور نئے خلیفہ کے انتخاب کی خوشی۔ آخر مغرب کی اذان ہوئی اور روزہ افطار کیا گیا۔ رات گھروں میں بھی یہی تذکرہ ہوتا رہا۔

جب دوبارہ مسجد اقصیٰ میں اسی جگہ کھڑے ہو کر جہاں خلیفہ اوّل رضؓ کھڑے ہو کر درس دیا کرتے تھے خلیفۃ المسیح الثانی رضؓ نے قرآن کریم کھولا تو پہلے وہی الفاظ فرمائے۔ جو میری خواب میں تھے کہ دوستو اس جگہ تک حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضؓ نے درس دیا تھا۔ اب میں اس سے آگے شروع کرتا ہوں اور درس شروع کر دیا۔

میرا ایمان تازہ ہو گیا کہ میرا خواب لفظ بلفظ پورا ہو گیا۔ الحمد للہ۔

حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضؓ اپنی زندگی کا آخری درس دے رہے تھے جس میں آپ نے فرمایا کہ حضرت مرزا صاحب کی بیوی تو ام المومنین ہیں مگر میری بیوی اگر میرے بعد چاہے تو اپنا عقد کر سکتی ہے۔

ان الفاظ کو کہتے ہوئے حضور کی آنکھیں پرنم تھیں۔ اس بات کا میرے دل پر بہت گہرا اثر ہوا۔ اور سارا دن پریشانی میں گزرا۔ اس دن مغرب کی نماز مسجد اقصیٰ میں سید سرور شاہ صاحب نے پڑھائی۔ میرے والد صاحب بھی اس نماز میں شامل تھے۔ لیکن وہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد گھر تشریف لے گئے اور مجھے سنتوں کی ادائیگی کے دوران حضرت خلیفہ اوّل رضؓ کے پیارے درس کا خیال آیا اور میرے دل میں آپ کے لئے دعا کا بہت جوش پیدا ہوا۔

میں نے بڑی گریہ وزاری سے دعا کی کہ اے الہ العالمین تیرا یہ بندہ نافع الناس ہے اور جماعت کا خلیفہ بھی ہے۔ درس و تدریس کا عاشق ہے اور ظاہری طور پر بھی مریضوں کا علاج کرتا ہے اس شخص کی وفات ہمارے لئے بہت نقصان دہ ہوگی۔ اگر تیرا کوئی ایسا قانون ہے تو میری نصف زندگی مولوی صاحب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کو دی جائے اور اگر ایسا کوئی قانون نہیں تو ایسا قانون بنانا بھی تیرے ہاتھ میں ہی ہے۔ میرے جیسا انسان زندہ رہا تو تب بھی کوئی فائدہ مند نہیں۔ لیکن حضرت مولوی صاحب کا زندہ رہنا عوام کے لئے اور جماعت احمدیہ کے لئے بہت نافع ہے۔ بہت ہی گریہ وزاری سے لمبی دعا کی اور سجدہ گاہ تر ہوتی رہی۔ وہ اتنا لمبا سجدہ تھا کہ میرے والد صاحب گھر سے دوبارہ مسجد میں آئے کہ پتہ کروں کہ ابھی تک میں گھر میں کیوں نہیں پہنچا۔ مگر میں اس وقت سنتوں کی ادائیگی سے فارغ ہی ہوا تھا۔

میری حالت دیکھ کر والد صاحب بہت فکرمند ہوئے اور پوچھا کہ کیا کوئی تکلیف ہے؟ میں نے جواب دیا کہ ایک تکلیف تھی مگر وہ رفع ہوگئی ہے۔ اسی رات کو میں نے قرآن کریم کی یہ آیت کریمہ دیکھی:۔

أَوْ كَالَّذِي مَرَّ عَلَىٰ قَرْيَةٍ وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَىٰ عُرُوشِهَا قَالَ أَنَّىٰ يُحْيِي هَٰذِهِ اللَّهُ بَعْدَ مَوْتِهَا فَأَمَاتَهُ اللَّهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهُ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ قَالَ بَلْ لَبِثْتَ۔

صبح جب میں بیدار ہوا تو مجھے تفہیم ہوئی۔ معلوم ہوتا ہے کہ مولوی صاحب کی زندگی اب قریب الاختتام ہے۔ مگر میرے دل میں از حد اطمینان ہوا کہ میری دعا مولا کریم کے دربار میں پہنچ گئی ہے۔ جب ہی مجھے یہ نظارہ دکھایا گیا ہے۔

اس کے بعد چند ماہ حضرت مولوی صاحب زندہ رہے اور ۱۳؍ مارچ ۱۹۱۴ء کو رحلت فرما گئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ؁

(باقی آئندہ)

انمول باتیں

- خداوند تعالیٰ کو ہر وقت یاد رکھو۔
- ماں باپ کی عزت کرو اور ہر ایک کے ساتھ محبت سے پیش آؤ۔
- وعدہ وہ کرو۔ جو پورا کر سکو۔
- نادان دوست سے دانا دشمن بہتر ہے۔
- ہمیشہ خوش رہنے کی کوشش کرو۔
- بری صحبت سے تنہائی بہتر ہے۔
- کسی کی بے بسی پر مت ہنسو
- صبح جلدی اٹھنے کی عادت ڈالو۔

(انوار احمد عامر ۔ [illegible])

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اخلاقی کہانیاں

فن کار گدھا

روایت ہے کسی دھوبی کے گدھے کی پیٹھ پر یونہی ایک زخم نمودار ہُوا۔ کوّوں نے ایسی چونچیں ماریں کہ گدھا اور مجروح ہو گیا یہاں تک کہ کھانا پینا چھوٹ گیا اور نہایت نحیف نظر آنے لگا۔ دھوبی نے دیکھا کہ اگر گدھے کی پیٹھ دو تین روز اور کھلی رہی تو کوّے اسے مار ڈالیں گے۔ دھوبن سے کہا۔ کوئی کپڑا ہو تو دے گدھے کا گھاؤ چھپاؤں۔ دھوبن بولی: "شیر کی ایک کھال مدت سے ہمارے گھر میں پڑی ہے۔ کہو تو نکال دوں۔ اُسے اس کی کمر پر ڈال دو۔" دھوبی نے خوش ہو کر گدھے کی پیٹھ پر شیر کی کھال باندھ دی۔ کھال کا بندھنا تھا کہ وہ شیر کی مانند دکھائی دینے لگا۔

ایک دن وہ گدھا گھر سے نکلا اور کھیتوں میں گھس گیا۔ لوگوں نے جب اس کی شیر کی سی صورت دیکھی۔ تو سمجھے کہ یہ شیر ہے۔ گھر چھوڑ چھوڑ کر بھاگنے لگے۔ گدھے نے جو کھیتوں کو رکھوالوں سے سُونا پایا۔ خُوب بڑھ بڑھ کر فصلوں پر مُنہ مارا اور چند روز میں خُوب موٹا تازہ ہو گیا۔ اتفاق سے ایک روز کسی کھیت میں ایک ہرن چرتا تھا۔ اس نے گدھے کو دیکھا۔ تو جانا یہ شیر ہے۔ ڈر کے مارے بھاگا۔ لیکن گدھے نے آواز دی "ارے ڈر مت۔ میں شیر نہیں ہوں۔ میرا جی چاہتا ہے تجھ سے یاری دوستی کروں۔"

ہرن نے اب غور سے دیکھا۔ تو معلوم ہوا کہ واقعی یہ شیر نہیں۔ گدھا ہے۔ خیر دونوں میں دوستی ہوئی ایک ہی جگہ شب و روز رہنے سہنے لگے۔ فراغت سے بے روک ٹوک جس کھیت میں چاہتے گھس جاتے اور کھلے بندوں خوب گھوما پھرا کرتے۔

آخر کار ایک دن کہیں چرتے چرتے وہ دونوں ایسے کھیت میں جا نکلے جو نہایت سرسبز اور تر و تازہ تھا۔ ایک کسان بھی کھیت کی رکھوالی کے لئے وہاں موجود تھا اُس نے گدھے کو شیر کی شباہت میں دیکھا تو تھر تھر کانپنے لگا اور وہاں سے بھاگ کر لمبی لمبی گھاس میں جا چھپا۔ گدھا اور ہرن دونوں اطمینان سے اس کھیت کو اجاڑنے لگے۔ یکایک گدھا جو موج میں آیا تو حلق پھاڑ کر ڈھینچنے لگا۔

ہرن نے اس کی مکروہ آواز سن کر چرنا چگنا چھوڑ دیا اور گدھے کو دیکھنے لگا۔ اس نے پوچھا! یار تجھے کیا ہُوا؟ چرنا چھوڑ کر چپکا کھڑا ہے؟ ہرن نے جواب دیا۔ "تو میرا حال کیا پوچھتا ہے۔ اپنے دھندے سے لگا رہ۔" گدھے نے اپنے سر کی قسم دی کہ بھائی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سچ کہہ۔ مجھ سے کون سی حرکت سرزد ہوئی کہ تیری پریشانی کا سبب بن گئی۔ ہرن کہنے لگا "یار تیری خوش الحانی نے مجھے مست اور بے خود کر دیا۔ ایک عشق کی سی کیفیت میری آنکھوں کے آگے آگئی" یہ سُن کر گدھا مارے خوشی کے پھول گیا۔ بولا "یار مجھے اب تک معلوم نہ تھا کہ تجھے علمِ موسیقی سے اس حد تک لگاؤ ہے۔ ورنہ میں تجھے اکثر گانا سنایا کرتا۔ خیر جو ہُوا سو ہُوا آئندہ میں تمہیں ہر وقت سُنایا کروں گا۔ میں نے بہت دُنیا دیکھی ہے۔ گھاٹ گھاٹ کا پانی پیا ہے۔ لیکن افسوس کہ اپنے فن کا قدردان تیرے سوا کسی کو نہ پایا"

ہرن نے قسم دے کر پوچھا "سچ بتا اس فن میں تیرا اُستاد کون ہے؟"

گدھے نے کہا "میں ابتدا میں اکثر ایک ندی کے کنارے جایا کرتا تھا۔ وہاں بہت سے مینڈک راگ کے چرچے میں رہا کرتے تھے۔ چنانچہ انہی سے میں نے یہ سوز و گداز بڑی محنت سے سیکھا"

ہرن ہنس پڑا اور کہنے لگا "کیوں نہ ہو۔ جب تم ایسے اُستادوں کی خدمت میں رہے تبھی صاحبِ کمال ہُوئے۔ خُدا نے چاہا۔ تو گھر واپس پہنچ کر دل جمعی سے تمہارا گانا سنوں گا"

گدھے نے کہا "گھر کی گھر میں دیکھی جائے گی فی الحال تم یہیں آہستہ آہستہ میرا گانا سُنو"

ہرن نے گھبرا کر کہا "نہیں بابا۔ اس وقت مناسب نہیں۔ وہیں گھر چل کر جی بھر کے گانا وہاں میں سُنوں گا"

گدھے نامراد میں عقل تو تھی نہیں۔ ہرن کا اشارہ کنایہ بالکل نہ سمجھا۔ اور دل میں خیال کیا کہ اگر اس وقت میں نہ گایا۔ تو ہرن سمجھے گا کہ میں جھوٹا لپاٹیا ہوں۔ یہ سوچتے ہی اپنا مُنہ کھول کر زور شور سے رینکنے لگا۔

ہرن خطرہ بھانپ کر وہاں سے چوکڑیاں بھرتا ہوا رفوچکر ہُوا۔ کھیت کا رکھوالا جو وہیں کچھ فاصلے پر دبکا ہوا تھا۔ گدھے کی آواز سُن کر سمجھ گیا کہ یہ نقلی شیر ہے۔ اسی وقت لٹھ لے کر دوڑا اور گدھے کو اتنا مارا کہ اس کی ہڈیاں بھی چُور چُور ہو گئیں۔

اسی لئے: داناؤں نے کہا ہے کہ انسان کو لازم ہے ہر وقت اپنی زبان قابو میں رکھے اور بے ہودہ بات نہ کہے۔

کم ظرف رفیق

کسی شہر کے رستے میں ندی کنارے گولر کا ایک بڑا سا درخت تھا۔ اس کی ڈالیوں پہ ہنس اور کوّا دونوں بیٹھے تھے۔ اتفاق سے ایک مرد مسافر تیر کمان لئے دُھوپ کی تیزی اور سفر کی تھکن سے گھبرا کر اُس درخت تلے آن بیٹھا۔ ٹھنڈی چھاؤں میں بیٹھنے سے نیند آئی اور بے اختیار وہیں لیٹ کر سو گیا۔ تھوڑی دیر بعد آفتاب اس درخت کے عین اُوپر آیا اور دھوپ پتوں سے چھن چھن کر مسافر کے مُنہ پر پڑنے لگی۔ ہنس کو اس مسافر پہ ترس آیا اور کوّے سے کہنے لگا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس شخص کے چہرے پر دھوپ پڑتی ہے ۔ تو اپنے پر پھیلا کر اس ٹہنی پر جا بیٹھ جہاں سے دھوپ اس کے منہ پر پڑ رہی ہے بے چارہ دُور سے تھکا ماندہ آیا ہے ۔ کچھ دیر آرام کر لے تجھے بڑا ثواب ملے گا "

کوّے نے کہا ۔ " بے شک یہ کام ثواب کا ہے لیکن مجھے ایسا ثواب درکار نہیں ۔ مَیں کیوں اس شخص کے لئے خواہ مخواہ اتنی محنت مشقت اٹھاؤں ۔ یہ نیکی کا کام تو ہی کر "

ہنس سادہ لوح کوے کا فریب نہ سمجھا ۔ خود اُڑ کر اس ٹہنی پہ بیٹھ گیا اور اپنے پر پھیلا دئے مسافر کے چہرے سے دھوپ ہٹ گئی ۔ اتفاقاً وہ مسافر منہ کھولے سو رہا تھا ۔ حرام خور شریر کوّے نے اس کے منہ میں بیٹ کر دی اور اڑ کر الگ ٹہنی پہ جا بیٹھا ۔ گرم گرم بیٹ جو اس راہ گیر کے منہ میں گری تو آنکھ کھل گئی ۔ اُوپر نگاہ اُٹھی تو ہنس کو ٹہنی پہ بیٹھے پایا ۔ طیش میں آ کر بولا شاید اس بدمعاش کا یہ کام ہے ۔ اسی وقت کمان پر چلّہ چڑھا کر ایسا تیر مارا کہ ہنس قلابازیاں کھاتا ہوُا نیچے آن گرا اور مر گیا ۔

اسی لئے عقلمندوں نے کہا ہے ، خدا کسی کم ظرف کمینے کی صحبت نصیب نہ کرے کہ اس میں جان کا خطرہ ہے ۔ بُرے کی رفاقت سے کبھی بھلائی نہیں ہوتی ۔

جوگی اور چوہے کا بچہ

دریائے سندھ کے کنارے ایک جوگی کی کُٹیا تھی ۔ ایک روز وہ اپنی کُٹیا کے دروازے پر بیٹھا جَپ کر رہا تھا کہ کوئی کوّا چوہے کا بچہ اپنی چونچ میں دبائے اِدھر سے گزرا ۔ جوگی نے نظر بھر کر کوّے کو دیکھا اور قضا کار چوہے کا بچہ اس کی چونچ سے چھُوٹ کر زمین پر گرا ۔ جوگی نے ازراہ شفقت اس بچے کو اُٹھایا اور کُٹیا میں لے گیا ۔ کئی دن تک اُلفت سے پال پوس کر بڑا کر دیا ۔ ایک روز اس چوہے پر بلّی جھپٹی ۔ جوگی نے کسی طرح بہ ہزار خرابی اُسے بلّی کے خونخوار جبڑے سے بھی بچایا ۔ پھر اپنے دل میں ٹھانی کہ اس چوہے کو بلّی بنا دینا چاہیئے تاکہ اسے جان کا خطرہ نہ رہے ۔ دُعا کرتے ہی وہ چوہا آناً فاناً بلّی بن گیا ۔

ایک دن ایسا ہوُا کہ کوئی زبردست کتّا اس بلّی کے پیچھے دَوڑا ۔ بلّی نے بڑی مشکل سے اپنی جان بچائی ۔ جوگی یہ ماجرا دیکھ رہا تھا ۔ خیال ہوُا اس کا بلّی رہنا بھی ٹھیک نہیں ۔ اُسے کُتّا بنا دیا ۔ عرصے تک وہ چوہا کتّا بنا دندناتا رہا ۔ ایک دن جنگل میں جا نکلا ۔ وہاں ایک شیر نے اس کا تعاقب کیا ۔ کتّا ڈر کے مارے ہانپتا کانپتا جوگی کے پاس آیا ۔ جوگی نے کہا اگر میں اسے شیر بنا دوں تو آئے دن کا یہ خطرہ ہمیشہ کے لئے ٹل جائے یہ سوچتے ہی دُعا کی اور وہ کتّا شیر بن گیا ۔ دن بھر جنگل میں مزے سے گھومتا پھرتا ۔ شکار کرتا اور رات کو واپس آتا اور جوگی کی کٹیا کے سامنے سو جاتا ۔ جو لوگ جوگی کو

دیکھنے آنے۔ وہ آپس میں یُوں چرچا کیا کرتے کہ یہ پہلے چوہا تھا، پھر بلی ہؤا۔ پھر کتا۔ اس کے بعد شیر۔ شیر نے بھی یہ بات سُن لی اور دل میں کہا کہ جیسا میں پہلے تھا۔ ویسا ہی یہ جوگی اگر مجھے بنا ڈالے۔ تو میں اسکا کیا بگاڑ سکوں گا۔ بہتر ہے اسے ہڑپ کر جاؤں تاکہ دوبارہ چوہا بننے کا خطرہ ہی نہ رہے۔ یہ سوچتے ہی وہ غرّایا اور گرجتا ہؤا جوگی پر جھپٹا۔ اس نے اپنی جان بچانے کی بڑی کوشش کی لیکن شیر نے پلک جھپکتے میں اس کا بدن چیر پھاڑ کر برابر کیا اور لہو پی کر اپنی راہ لی۔

ظاہر ہؤا کہ کم ذاتوں کے حق میں نیکی کرنا اپنے حق میں بُرائی ہے۔

قاز اور کچھوا

ایک ندی کے کنارے دو قاز برسوں سے رہتے تھے اور ندی میں ایک کچھوا تھا۔ کچھوے اور قازوں میں بڑی دوستی تھی۔ ایک دن کوئی مچھیرا اس ندی کے کنارے یُوں کہتا ہوا چلا جاتا تھا کہ کل اس کے اندر جال ڈال کر سب مچھلیاں پکڑوں گا۔ مچھیرے کی یہ بات سُنکر قاز اور کچھوا بہت ڈرے اور آپس میں صلاح کرنے لگے۔ اب کیا کرنا چاہیئے کہ مچھیرے سے کسی طرح چھٹکارا ملے۔ قاز بولے "کل دن بھر دیکھیں تو معاملہ کیسے بدل گیا ہے کہ جھوٹ"۔ کچھوے نے کہا "سنو یارو۔ اپنے کیے پر اگر وہ کل یہاں آن پہنچا۔ تم تو پرند ہو۔ اُڑ جاؤ گے اور میں اپنے اندر اتنی طاقت نہیں دیکھتا کہ اسکی ہاتھوں سے بچوں۔ ہاں، اگر اتنی دوستی نبھاؤ کہ مجھے یہاں سے کسی اور ندی میں پہنچا دو تو میں بچ جاؤں گا۔"

قازوں نے کہا "خشکی پر تیرا جانا اچھا نہیں"۔ کچھوا بولا "اگر تم مجھے نہ لے جاؤ گے تو میں خود چلا جاؤں گا۔" یہ سن کر قاز فکرمند ہوئے اور کہنے لگے سنو۔ بھائی اس ندی کے کنارے ایک درخت تھا۔ اس درخت کے نیچے کسی جانور کا بل تھا جس میں ایک سانپ رہتا تھا۔ ہر روز بل میں سے نکل کر وہاں پھرا کرتا۔ جو کچھ کھانے کی چیز پاتا۔ کھا لیتا اور اس درخت پر رہنے والوں کو اذیت نہ دیتا اس درخت پر ایک بگلے نے گھونسلا بنا کر انڈے بچے دیے۔ پھر بگلے کو یہ اندیشہ ہؤا کہ کسی دن یہ سانپ میرے بچوں کو ہڑپ کر جائیگا۔ ایسی تدبیر کرنی چاہیئے کہ کسی طرح یہ سانپ مارا جائے اور میرے بچے محفوظ رہیں۔ ایک بگلا جو ان میں بڑا بوڑھا تھا۔ کہنے لگا۔

"یارو آج میں نے ایک نیولا اسی درخت کے نیچے پھرتے دیکھا ہے۔ تم ایک کام کرو۔ ندی سے اپنے مُنہ میں ایک ایک مچھلی پکڑ لاؤ اور اس درخت کے نیچے ڈال دو۔ مجھے یقین ہے کہ وہ نیولا مچھلیوں کی بُو پر آئے گا اور سانپ بھی اپنے سوراخ میں سے نکلے گا۔ ان دونوں کی آپس میں عداوتِ ازلی ہے۔ دونوں خوب لڑیں گے اور مجھے یقین ہے کہ سانپ نیولے سے مارا جائے گا۔"

بگلوں کو یہ رائے پسند آئی بڑے بوڑھے کے مشورے پر عمل کرتے ہوئے ندی سے مچھلیاں مُنہ میں دبا کر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لائے اور درخت کے نیچے بکھیر دیں اور خود درخت کی ٹہنیوں پر چھپ کر بیٹھ رہے۔ اس انتظار میں کہ نیولے اور سانپ میں لڑائی ہو۔ ہم تماشا دیکھیں کہ کون کس کے ہاتھ سے مارا جاتا ہے۔ اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ نیولا کہیں سے آنکلا اور مچھلیاں چن چن کر کھانے لگا۔ سانپ بھی مچھلیوں کے لالچ میں اپنے بل سے برآمد ہوا۔ لیکن نیولے کو دیکھ کر ایک جھاڑی میں دبک گیا۔

اتفاقاً نیولے کی نظر سانپ پر جا پڑی اور وہ اس پر جھپٹا۔ دونوں میں لڑائی ہونے لگی۔ آخر کار نیولے نے سانپ کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ پھر گردن اٹھا کر جو دیکھا تو سفید سفید بگلے چمکتے ہوئے دکھائی دیئے۔ سمجھا کہ اس درخت پر بھی مچھلیاں ہیں۔ اوپر چڑھ گیا۔ بگلے تو اڑ گئے۔ لیکن گھونسلوں میں جو بچے تھے انہیں نیولا چٹ کر گیا۔ اسی لئے داناؤں نے کہا ہے کہ اپنے لئے نئی جگہ تجویز کر لے، تب اپنے قدیم گھر کو چھوڑے۔ یہی جگہ تیرے لئے بہتر ہے۔"

کچھوے نے جواب دیا۔ "دوستو، تم ہمیشہ اس راہ سے آتے جاتے ہو۔ کبھی مجھ سے کوئی خطا نہیں ہوئی۔ ناحق کیوں ڈراتے ہو؟" غرض قازوں نے کچھوے کو بہت سمجھایا لیکن اس نے ان کی نصیحت نہ مانی۔ آخر مجبور ہو کر قازوں نے کہا:۔

"لے اب تو ایک کام کر اس لکڑی کو بیچ سے منہ میں پکڑ۔ اگر تجھے کوئی گالی بھی دے تو ہرگز جواب نہ دیجیو"۔

کچھوے نے کہا "گالی کیا۔ اگر کوئی مجھے مارے تب بھی دم نہ ماروں گا"۔

اس قول و قرار کے بعد اس لکڑی کے سرے دونوں قاز منہ میں دبا کر اڑے۔ جب ایک گاؤں کے اوپر پہنچے وہاں کے لوگ یہ عجیب و غریب تماشا دیکھنے لگے۔ ان میں سے ایک لڑکا بولا "اگر یہ کچھوا گرتا اور میرے ہاتھ آتا۔ تو میں اسے بھون کر کھاتا۔" دوسرے نے کہا "اگر میں اسے پاؤں تو کچا ہی ہڑپ کر جاؤں"۔ تیسرے نے کچھ اور کہا۔ کچھوے کو ان باتوں کی برداشت نہ ہوئی۔ نہایت ناراض ہو کر بولا "تم سب جہنم میں جاؤ"۔ بولنے کے ساتھ ہی زمین پر آن گرا۔ لڑکوں نے دوڑ کر پکڑ لیا۔

اسی لئے کہتے ہیں کہ جو کوئی اپنے رفیق کی نصیحت نہ مانے اس کا یہی حشر ہوتا ہے۔

ہر قسم کی کاروں اور جیپوں کی کمانیوں اور پٹوں نیز
کاروں اور جیپوں کے سلنسر بکس اور سلنسر پائپ کیلئے
ہماری خدمات سے فائدہ اٹھائیں

میاں بھائی آٹو سٹور

۱۰۔ منٹگمری روڈ۔ لاہور

انٹرنیشنل آٹو کارپوریشن چوبرجی۔ لاہور

فون نمبر سیل ڈپو ۔ ۳۱۱۴۶۳

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسلام کی تعلیم کو ہم عام کریں گے

ہم کام فقط کام فقط کام کریں گے
اسلام کی تعلیم کو ہم عام کریں گے
ہم دین محمدؐ کی صبح نکلیں گے لے کر
اسلام کے دشمن جو کبھی شام کریں گے

ہم پیار ہیں اور پیار سکھائیں گے جہاں کو
ہم پیار ہی دیں گے جو وہ دشنام کریں گے
مامور زمانہ کی دعاؤں کے سہارے
ہم منزل مقصود پہ ہر گام دھریں گے

لاریب محمدؐ ہیں دل وجاں کے سہارے
اک روز اسی مے سے سبھی جام بھریں گے
مٹ جائیں گے اس دنیا سے وہ لوگ اے کوثر
اس اسم مبارک کو جو بدنام کریں گے!

(نسیم عباس کوثر ۔ دنیاپور)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیا انسان ابھی تک آدم خور ہے؟

(اسمٰعیل مبارک احمد صاحب - راولپنڈی)

جنوبی امریکہ کا کورڈلرا کا ایک پہاڑ - جو اوپر سے چوٹی تک برف سے ڈھکا رہتا ہے - ظالم پہاڑ سمجھا جاتا ہے - اس علاقے میں جب برفانی طوفان آتے ہیں تو طیاروں کے حادثات میں اضافہ ہو جاتا ہے - جب کوئی طیارہ اس پہاڑ پر گر جاتا ہے - تو وہاں کے لوگ کہتے ہیں کہ کورڈلرا نے کبھی کوئی انسان واپس نہیں کیا - لیکن جنوری ۱۹۷۳ء کے پہلے ہفتے میں اس پہاڑ نے ایک تباہ شدہ مسافر بردار طیارے کے پینتالیس میں سے سولہ مسافر واپس کر دیئے - یہ سولہ مسافر برف تلے ڈھکے ہوئے پہاڑ پر ۷۳ دن زندہ رہے - اور پھر انہیں وہاں سے بچا لایا گیا - سننے والے حیرت میں ڈوب گئے کہ برف میں یہ لوگ ۷۳ دن یعنی اڑھائی مہینے زندہ کس طرح رہے - جبکہ ان کے پاس کھانے کے لئے کچھ بھی نہ تھا - بعد میں انکشاف ہوا کہ یہ سولہ مسافر اپنے ان ساتھیوں کی لاشوں کا گوشت کھاتے رہے ہیں - جو اس حادثے میں مر گئے تھے - عام حالات میں تو اس بھیانک راز سے پردہ نہیں اٹھ سکتا تھا تاہم اس کا علم اس طرح ہوا کہ جب ایک امدادی پارٹی اس چوٹی تک پہنچی جہاں طیارہ گرا اور تباہ ہوا تھا تو پارٹی کے ایک آدمی نے تباہ شدہ طیارے کے اندر لاشوں کے ٹکڑے دیکھے - ان لاشوں کا گوشت کٹا ہوا تھا - صرف ہڈیاں باقی تھیں - آخر زندہ رہنے والوں میں سے ایک نے یہ اعتراف کیا کہ وہ ان لاشوں کے گوشت پہ زندہ رہے ہیں - آگ کا کوئی انتظام نہ تھا اس لئے وہ کچا گوشت کھاتے رہے - ایک اور مسافر نے بتایا - "مرنے والوں نے زندہ رہنے والوں کو زندہ رکھا"۔ ایک اور نے کہا "کسی لاش کا گوشت کھا لیا تو کیا ہوا - یہ تو ویسے ہی تھا جیسے کسی مرے ہوئے انسان کا دل کسی ایسے انسان میں لگا دیا جائے جو دل کی بیماری میں مبتلا ہو - اگر کسی انسان کو زندہ رکھنے کے لئے کسی مرے ہوئے انسان کا دل نکالا جا سکتا ہے تو مرے ہوئے انسان کا گوشت بھی زندہ رہنے کے لئے کھایا جا سکتا ہے"۔

یہ حادثہ ۱۳ ر اکتوبر ۱۹۷۲ء کے ر
یوراگوئے ایئر فورس کا ایک مسافر
کے شہر سینتیاگو کی طرف اڑ رہا تھا
اولڈ کرسچین کے سولہ ممبر بھی سوار تھے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے کھلاڑی تھے۔ ان کے ساتھ ان کے چوبیس دوست اور رشتہ دار بھی تھے اور طیارے کے عملے کی تعداد پانچ تھی۔ وہ میچ کھیلنے کے لئے جا رہے تھے۔

راستے میں موسم خراب ہو گیا۔ طیارے کو ارجنٹائن کے شہر مینڈوزا میں اترنا پڑا۔ موسم موافق ہوتے ہی وہاں سے طیارہ اڑا۔ لیکن اینڈس کے سلسلہ کوہ کی فضا میں موسم پھر خراب ہو گیا۔ یہ شدید طوفان تھا۔ جس کے تھپیڑوں سے طیارہ بے قابو ہوا جا رہا تھا۔ طوفان اسے فضا میں جھنجوڑ اور پٹخ رہا تھا۔

اچانک کوہ کورڈلرا کی چوٹی نظر آئی۔ مگر طیارے اور چوٹی کے درمیان فاصلہ اتنا کم رہ گیا تھا۔ کہ چوٹی سے اسے بچایا نہیں جا سکتا تھا۔ طیارے کی بلندی چوٹی سے کم تھی۔ پائلٹ نے طیارے کو بچانے کی بہت کوشش کی۔ لیکن طیارہ چوٹی سے ایک میل نیچے پہاڑ سے ٹکرا گیا۔ یہ ایک ڈھلوان تھی جس کا زاویہ تقریباً اسی درجے تھا۔ اور اس کی بلندی گیارہ ہزار نو سو فٹ تھی۔ طیارہ سیدھا نہیں ٹکرایا ورنہ کوئی بھی زندہ نہ رہتا۔ تصادم ایسا ہوا کہ طیارہ برف پر پھسلتا چلا گیا۔ اور قریباً نصف میل نیچے کو آ گیا۔ طیارے کے دونوں پر الگ ہو گئے۔ انجن نکل گئے۔ پچھلا حصہ تباہ ہو گیا۔ لیکن مسافروں کے اگلے حصہ میں ذرا کم تباہی ہوئی۔ جب طیارہ [illegible] مٹ جا[illegible] [illegible]ہ مسافر مر چکے تھے یا آخری سانس لے [illegible] اگلے حصے [illegible]۔ ایک پائلٹ مر چکا تھا۔ دوسرا مر رہا [illegible]کے زخموں کی حالت ایسی تھی کہ اسکا زندہ رہنا ممکن نہ تھا۔ وہ اذیت برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ وہ چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا "خدا کے لئے مجھے ریوالور دو تاکہ میں خودکشی کر لوں"۔ آخر کار وہ بھی تڑپ تڑپ کر مر گیا۔

حادثے کا وقت شام چار بجے تھا۔ سورج پہاڑیوں کے پیچھے جا چکا تھا۔ اور شام تیزی سے آ رہی تھی۔ برف بہت گہری تھی اور درجۂ حرارت نقطۂ انجماد سے بھی بہت نیچے تھا۔ جو مسافر بچ گئے تھے انہیں خراش تک نہیں آئی تھی۔ اور جو زخمی ہوئے وہ مر گئے۔ اور کچھ تصادم کے ساتھ ہی مر گئے تھے۔ زندہ رہنے والوں کے لئے اکڑ کر مر جانا یقینی تھا۔ بچنے کی ایک ہی صورت تھی کہ انہیں حرارت اور خوراک ملتی رہے۔

انہوں نے پہلی رات طیارے کے ڈھانچے کے اندر سکڑ سمٹ کر گذاری۔ ڈھانچے کے اندر بھی لاشیں پڑی تھیں۔ صبح کے وقت انہوں نے طیارے کی سیٹوں کے چرمی غلاف پھاڑ لئے اور اپنے ہاتھوں، پاؤں اور سر پر لپیٹ لئے۔ ان کے پاس ایک ٹرانسسٹر تھا جس سے انہوں نے یہ خبر سنی کہ ایک طیارہ سلسلہ کوہ میں تباہ ہو گیا ہے جس کی تلاش شروع کر دی گئی ہے۔ اس خبر نے زندہ رہنے والوں کا حوصلہ بڑھا دیا۔

اسی روز ایک طیارہ ان کے اوپر سے گذرا۔ یہ انہی کو تلاش کر رہا تھا۔ مسافروں نے تباہ شدہ طیارے کے چمکدار ٹکڑے سورج کی طرف کر کے چمکائے مگر طیارے کے ہوا باز نہ دیکھ سکے۔ وجہ یہ تھی کہ تباہ شدہ طیارے کا ڈھانچہ برف کی طرح سفید تھا۔ سفید برف پر پڑا نظر نہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آسکا۔ اور طیارہ چلا گیا۔ اس کے بعد انہیں فضا میں کوئی طیارہ نظر نہ آیا۔ آٹھویں دن انہوں نے ٹرانسسٹر پر یہ خبر سنی کہ تلاش ترک کر دی گئی ہے۔ وجہ یہ بتائی گئی تھی کہ برف پڑتی رہی ہے جس سے طیارے کا ڈھانچہ اور اس کے تمام مسافر زندہ یا مُردہ برف تلے دب چکے ہوں گے۔ خبر میں یہ بھی کہا گیا کہ تھوڑے دنوں تک برف پگھلنے لگے گی۔ پھر لاشوں کی تلاش از سرِ نو شروع کی جائے گی۔ کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ کوئی مسافر زندہ ہوگا۔ سولہویں دن اچانک برف کا طوفان آگیا۔ جس نے آٹھ افراد کو جان سے مار کر لاشوں میں اضافہ کر دیا۔ مصائب اور زندہ رہنے کی جدوجہد میں اضافہ ہوتا گیا۔ اب تو سب کو مرنا تھا۔ انہوں نے لاشوں کو برف میں دفن کر دیا۔ چند دنوں بعد جب برف پگھلنے لگی۔ تو لاشیں ننگی ہو گئیں۔ انہیں پھر گہری برف میں دفن کر دیا گیا۔ وہاں سے بھی برف پگھل گئی تو انہیں کسی اور جگہ برف میں دفن کر دیا گیا۔ چونکہ زندہ رہنے والے تعلیم یافتہ۔ مہذب اور ایک ٹیم کے کھلاڑی تھے اس لئے انہوں نے کام تقسیم کر لئے۔ اور ایک ٹیم کی طرح زندہ رہنے کی جدوجہد کرتے رہے۔ کھانے کے لئے ان کے پاس کچھ چاکلیٹ تھی۔ جو انہوں نے دو ہفتوں میں کھالی۔ یخ بستہ ٹھنڈ سب سے زیادہ پریشان کرتی تھی۔ پانی بھی نہیں تھا۔ وہ کچھ برف تباہ شدہ طیارے کے ایک حصے پر رکھ دیتے۔ جو دھوپ سے پگھل کر پانی بنتی اور اس پانی کو وہ قطرہ قطرہ پی لیتے تھے۔ آگ کا بھی کوئی انتظام نہ تھا۔ ان کے پاس کھانے کے لئے کچھ بھی نہ رہا تو انہوں نے ایک دوسرے کو بڑی بڑی دعوتوں کی باتیں سنانی شروع کر دیں۔ مرغن اور پُر تکلف کھانوں کی باتیں کر کے وہ کھانے کی لذت حاصل کرتے رہے۔ پھر ان کی عقل پر پیٹ غالب آگیا۔ وہ اب صرف کھانے کے متعلق سوچتے تھے۔ اور اب جینے اور وہاں سے بچ نکلنے کی تمام اُمیدیں ختم ہو چکی تھیں۔ بارہ ہزار فٹ بلند پہاڑ سے اُترنا ممکن نہ تھا۔ آخر انہوں نے انتہائی بھیانک فیصلہ کیا۔ انہوں نے لاشوں کے گوشت کے قتلے کاٹ کاٹ کر کھانے شروع کر دیئے۔ چونکہ لاشیں برف میں دبی ہوئی تھیں اس لئے خراب نہیں ہوئیں۔

انہوں نے لاشیں کھانے کا یہ طریق اختیار کیا کہ ٹانگوں کا گوشت کاٹ لیتے۔ پھر بلیڈوں سے اس کے باریک باریک قتلے کاٹتے تاکہ چبانے اور ہضم کرنے میں دقت نہ ہو۔ آگ کا انتظام نہ ہونے کی وجہ سے وہ انسانی گوشت کچا ہی کھاتے رہے۔ کھانے کے لئے وہ ایسی لاش کا انتظام کرتے تھے جس کا کوئی رشتہ دار وہاں موجود نہ تھا۔ انسانی گوشت نے انہیں سہارا دے دیا۔ خوراک کا مسئلہ حل ہو گیا۔ اور جسموں کو مطلوبہ حرارت اور پروٹین ملنے لگی۔

اکتوبر اور نومبر کا مہینہ گذر گیا۔ دسمبر کی تیرہ تاریخ کو انہوں نے محسوس کیا کہ لاشیں بھی ایک دن ختم ہو جائیں گی۔ تو انہوں نے اپنی نجات کا ایک طریقہ سوچا۔ اسکے تحت دو نوجوان پہاڑ سے اترنے تھے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تاکہ مہذب دُنیا تک پہنچ سکیں۔ انہوں نے جاتے وقت سب سے کہا کہ اگر پندرہ دنوں تک انہیں ان دونوں کے متعلق ریڈیو سے کوئی خبر نہ سنائی دے تو وہ سمجھ لیں کہ وہ کہیں مر گئے۔ پھر وہ دو اور آدمی روانہ کر دیں۔

ساتویں روز یہ دونوں نوجوان پہاڑ سے اُتر گئے۔ اور دریا کے کنارے جا پہنچے۔ وہاں انہیں ایک گڈریا نظر آیا انہوں نے اس گڈریے کو حادثے کے متعلق بتایا۔ وہ بھوک۔ تھکن اور سردی سے نیم مُردہ ہو چکے تھے۔ گڈریے نے انہیں فوراً حکام تک پہنچایا۔ چند گھنٹوں کے اندر ہیلی کاپٹروں میں امدادی پارٹیاں روانہ کر دی گئیں ہیلی کاپٹر پہاڑ پر حادثے کی جگہ جا اترے۔ اور چودہ زندہ بچ رہنے والوں کو سینٹیاگو لے گئے۔

یہ لوگ ۷۲ دن پہاڑ کی چوٹی پر رہے۔ سینٹیاگو میں ان کا استقبال ایسے جوش و خروش سے کیا گیا جیسے بڑی ہی خطرناک مہم سر کر کے آئے ہوں۔

۷۲ دن ایسے حالات میں زندہ رہنا انسان کی تاریخ کا ایک بے مثال کارنامہ تھا۔ لیکن جنوری ۱۹۷۳ء کے پہلے ہفتے میں یہ بھیانک راز فاش ہو گیا۔ کہ یہ سولہ انسان انسانوں کا گوشت کھا کر زندہ رہے ہیں۔ مرنے والوں کے بعض لواحقین نے تسلیم نہیں کیا۔ انہوں نے کہا کہ مہذب انسان انسان کا گوشت نہیں کھا سکتا۔ یہ لوگ ۷۲ دن بارہ ہزار فٹ بلند پہاڑ پر زندہ رہنے کی جدوجہد کرتے رہے۔ اور کسی نے انہیں ڈھونڈنے یا بچانے کی کوئی کوشش نہیں کی اور اسی کوتاہی پر پردہ ڈالنے کے لئے ان مسافروں پر جھوٹے الزامات عاید کئے جا رہے ہیں۔

آخر زندہ رہنے والوں میں سے ایک آدمی نے اعتراف کیا کہ وہ سب لاشوں کو کاٹ کاٹ کر کھاتے رہے ہیں۔ یہ نوجوان میڈیکل کا سٹوڈنٹ تھا۔ اس نے کہا کہ ہماری موت یقینی تھی جس سے بچنے کا یہی ایک ذریعہ تھا۔ جو ہم نے اختیار کیا۔ ہم نے اپنے مرے ہوئے ساتھیوں کی لاشیں کھائیں۔ اس نے کہا اگر کسی انسان کو زندہ رکھنے کیلئے کسی مرے ہوئے انسان کا دل نکالا جا سکتا ہے تو زندہ رہنے کیلئے مرے ہوئے انسان کا گوشت بھی کھایا جا سکتا ہے۔

مسیحی پیشوائی نے یہ سُنا تو اُسے جائز قرار دیا اور کہا کہ زندہ رہنے کیلئے انسان کا گوشت کھانا جائز ہے عیسائیت کے رومن کیتھولک فرقے کے مذہبی پیشواؤں نے بھی انسانی گوشت کھانے کو جائز قرار دیا۔

زندہ بچ نکلنے والوں میں ایک انیس سالہ نوجوان انٹونیو نے جو قانون کا سٹوڈنٹ تھا ایک امریکی ہفت روزہ کے نامہ نگار جان شرین کو بیان دیتے ہوئے کہا "ہم نے یہ حرکت کی۔ بس بات ختم ہو گئی۔ ہمیں اس کا کوئی افسوس نہیں اور نہ ہی میں اسے آدم خوری کا گناہ سمجھتا ہوں۔ ہم ایک ایسی چیز کے استعمال کی بدولت زندہ رہے جو مُردہ تھی۔ وہ حرکت کے قابل نہیں تھی اور محض ایک چیز تھی۔ یہ چیز زندہ انسان نہیں تھی۔ میں ان مرنے والوں کو ہمیشہ پیار اور احترام سے یاد رکھوں گا اور ان کا ہمیشہ شکر گذار رہوں گا کہ انہوں نے مجھے زندہ رکھا۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شگفتہ شگفتہ

(۱)

مدینہ کے اطراف میں ایک نابینا عورت رہتی تھی حضرت عمرؓ علی الصبح جاکر اس کی ضروری خدمات سرانجام دیتے تھے۔ کچھ دنوں کے بعد انہوں نے محسوس کیا کہ کوئی شخص ان سے بھی پہلے آکر اس ضعیفہ کے کام کر جاتا ہے۔ حضرت عمرؓ حیران تھے کہ وہ کون شخص ہو سکتا ہے۔ ایک روز وہ تحقیق حال کے لئے ذرا سویرے آئے۔ تو دیکھا کہ حضرت ابوبکرؓ جو اس وقت کے خلیفہ تھے۔ اس ضعیفہ کی خدمت گذاری سے فارغ ہو کر جھونپڑے سے نکل رہے ہیں۔

حضرت عمرؓ نے کہا۔ "میری جان قربان۔ یہ خلیفۂ رسولؐ کیا آپ ہی ہر روز سبقت لے جاتے ہیں؟"۔

(۲)

حضرت سعید بن مسیب نماز باجماعت میں اتنا اہتمام کرتے تھے کہ چالیس سال اور ایک روایت کے مطابق پچاس برس تک ایک وقت بھی نماز باجماعت میں ناغہ نہیں کیا۔ ہمیشہ وقت پر مسجد پہنچ کر نماز باجماعت ادا کرتے۔ اس اہتمام جماعت کے باوجود ان کے غلام نے ان سے بعض آدمیوں کی کثرت عبادت کا تذکرہ کیا تو فرمایا:۔

"خدا کی قسم یہ عبادت نہیں ہے۔ عبادت الٰہی کہتے ہیں امور الٰہی میں غور کرنے اور اس کے محارم (جن امور سے منع کیا ہے) سے بچنے کو"

(نصیر الدین انجم جھنگ صدر)

(۳)

امام ابوحنیفہ کے پڑوس میں ایک یہودی رہتا تھا۔ اس کے گھر کی گندی نالی امام صاحب کے صحن سے گزرتی تھی اور گھر کا تمام گندہ پانی اسی نالی سے بہہ کر آتا۔ یہودی آپ کو تنگ کرنے کے لئے گھر کی تمام غلاظت اسی نالی کے راستے بہا دیتا۔ اور یہ امام صاحب کے صحن میں جمع ہو کر تکلیف کا باعث ہوتی۔

پورے دس سال امام صاحب تکلیف اٹھاتے رہے مگر پڑوسی سے شکایت نہ کی۔ آپ ہر روز اس نالی کو صاف کرواتے اور پڑوسی کو اطلاع تک نہ ہوتی۔ یہودی کا خیال تھا کہ امام صاحب تنگ آکر ضرور شکایت کریں گے۔ مگر جب اس نے دیکھا کہ دس سال تک آپ نے یہودی کے خلاف ایک لفظ بھی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نہیں کہا۔ تو وہ بہت شرمندہ ہوا۔ اور امام صاحب کے پاس حاضر ہو کر معافی مانگی۔

امام صاحب نے فرمایا۔ مَیں نے تم پر کوئی احسان نہیں کیا۔ ہمارے مذہب میں پڑوسی کے اس سے بھی زیادہ حقوق ہیں۔ مَیں نے نبی کریمؐ کے حکم کی تعمیل کی ہے۔ جب یہودی نے آپ کا یہ حُسنِ سلوک دیکھا تو وہ فوراً مسلمان ہو گیا۔

(منصورہ شریف۔ حافظ آباد)

(۴)

ایک دفعہ مہاتما گاندھی نے قائداعظم سے پوچھا کہ "آپ کو کس نام سے پکارا جائے"۔ آپ نے برجستہ جواب دیا:۔

"گلاب کو خواہ کسی نام سے پکارا جائے
اس کی خوشبو میں کوئی فرق نہیں آتا"!

(۵)

کشمیر میں قیام کے دوران قائداعظم اپنے ساتھیوں کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے کہ کسی نے بتایا! "مہاراجہ کشمیر بڑے مزیدار کھانے پکاتے ہیں"۔ آپ مسکراتے ہوئے بولے:۔

"انڈا تو مَیں بھی پکا سکتا ہوں۔ لیکن اگر مہاراجہ پسند کریں تو مَیں انہیں اپنے ساتھ بمبئی لے جانے کو تیار ہوں۔ آجکل مجھے ایک اچھے باورچی کی ضرورت ہے"!

(۶)

ایک بار عدالت میں قائداعظم بحث کر رہے تھے۔ بات وضاحت طلب تھی۔ مگر انگریز مجسٹریٹ طویل بحث سننا برداشت نہ کر سکا اور غصے سے جھنجھلا کر بولا:۔

"مسٹر جناح! میں آپ کی باتیں ایک کان سے سن کر دوسرے سے نکال دیتا ہوں"۔
قائداعظم متانت سے مسکراتے ہوئے بولے:۔
"آپ کے دونوں کانوں کے درمیان کی جگہ غالباً خالی ہے"!

(۷)

قائداعظم بہت غیرت مند تھے۔ وہ انگریزوں یا ہندوؤں کے آگے کبھی نہیں جھکے۔ ذہنی طور پر اور نہ ہی جسمانی طور پر۔ مثلاً کسی اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے آپ کا خاص چشمہ نیچے گر کر ٹوٹ گیا۔ سامنے بیٹھے ہوئے انگریزوں اور ہندوؤں نے آپس میں دبی دبی مسکراہٹوں کا تبادلہ کیا کہ اب تو جناح کو چشمہ مانگنا پڑیگا۔ لیکن آپ نے جیب سے دوسرا چشمہ نکال کر آنکھوں پر لگالیا۔ اور سامنے بیٹھے ہوئے لوگ ایک دوسرے سے نظریں چرانے لگے۔

(قدسیہ نور۔ حجرہ شاہ مقیم)

تشحیذ خود بھی خریدیئے اور اپنے دوستوں کو بھی خریدار بنایئے۔ (مینیجر ماہنامہ تشحیذ الاذہان ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بزمِ تشحیذ

اس دفعہ کے تشحیذ کی شان ہی کچھ اور تھی۔ شگفتہ شگفتہ۔ اخلاقی کہانیاں۔ ایک عظیم صحابیہ ناصرات کے صفحات اور بزم تشحیذ دل میں اترتے چلے گئے۔ ہماری دُعا ہے کہ بچوں اور بچیوں کا یہ پیارا رسالہ دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی کرے۔ آمین

(محمد اسمٰعیل شاھد۔ صادق پور)

(۲)

ناصرات کے صفحات پھیکے پڑ گئے ہیں۔ اس طرف محنت کی ضرورت ہے۔

(رفعت سلطانہ۔ پیر محل)

ناصرات کے صفحات کو بہتر بنانے کے لئے ناصرات تعاون کریں اور عمدہ مضامین۔ کہانیاں وغیرہ بھجوائیں۔ (بھائی جان)

(۳)

قلمی دوستی کا سلسلہ شروع کیا جائے۔ سوال و جواب کا کالم کیوں بند ہو گیا۔

(مقصود احمد طاہر۔ حافظ آباد)

قلمی دوستی کے سلسلہ میں پڑھنے والے بچے اپنی رائے دیں۔ سوال و جواب کا کالم پھر شروع ہو رہا ہے۔ (بھائی جان)

☜ تشحیذ کا پتہ ہر رسالہ پر دیا کریں۔

(مبارکہ پروین۔ حافظ آباد)

تشحیذ کا پتہ ہر رسالہ کے پہلے صفحہ پر لکھا ہوتا ہے۔ ملاحظہ ہو:۔

"ایڈیٹر ماہنامہ تشحیذ الاذہان ربوہ ضلع جھنگ"

(۴)

پچھلے چندہ سے آپ نے تشحیذ الاذہان کے ٹائیٹل کی طرف توجہ کی ہے اور اس کو خوبصورت بنایا ہے۔ خدا کرے یہ سلسلہ یوں ہی جاری رہے۔

بزم تشحیذ میں ایک بات جو میں نے نوٹ کی وہ یہ ہے کہ اکثر قارئین یہ شکایت کرتے ہیں کہ لطائف کی کمی ہے پہیلیاں اور معلومات کم ہیں۔ اسی طرح ناصرات کے صفحات میں اضافہ کیا جائے وغیرہ وغیرہ۔

لیکن یہ کام تو اُن کے تعاون ہی سے ممکن ہیں اگر وہ تشحیذ میں مضامین اور معلومات وغیرہ شائع کرانے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے لئے نہیں بھجوائیں گے تو اس میں اضافہ کیسے ممکن ہے۔ اس لئے ان سے غرض ہے کہ وہ ان باتوں کی کمی کو دور کرنے کے لئے خود اس طرف توجہ فرمائیں تا ہمارے تشحیذ کا معیار بلند سے بلند تر ہوتا چلا جائے شکریہ۔

(نصیر الدین انجم۔ جھنگ صدر)

(۵)

سالنامہ تشحیذ ملا دیکھ کر دل باغ باغ ہو گیا۔ اتنی مزے مزے کی کہانیاں تھیں کہ ہم نے انہیں کئی کئی بار پڑھا۔ جب بھی مہینہ ختم ہوتا ہے۔ تو تشحیذ کا انتظار شروع ہو جاتا ہے۔ ہم سب بہنیں پہلے ہی تشحیذ پڑھنے کی باریاں بانٹ لیتی ہیں اور جب تشحیذ آتا ہے تو ہمیں دلی مسرت حاصل ہوتی ہے۔

(طلعت مجید۔ منڈی بہاؤالدین)

(۶)

چند تجاویز ارسال کر رہا ہوں:۔

(۱) بزم تشحیذ میں آئندہ آنے والے خطوط کے ساتھ دو یا تین سطر کا جواب ضرور دیں۔

(۲) سوال و جواب کا کالم ضرور جاری رکھیں۔

(۳) کالم دماغ لڑاؤ میں سوالات اسی رسالے سے بنا کر شائع کریں۔ اور معلومات عامہ کا الگ کالم جاری ہو جس میں سوالات نہ ہوں۔

(۴) "آؤ بزرگوں سے ملیں" میں اس شخصیت کا فوٹو بھی ضرور شائع کریں۔ (شاہد باقی رحیم یار خان)

دماغ لڑاؤ کے کالم میں جلد ہی تبدیلیاں کی جا رہی ہیں۔ بزرگوں کے فوٹو شائع کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ (بھائی جان)

(۷)

"بزم تشحیذ" ایک اچھا سلسلہ ہے۔ جو تمام تشحیذی قارئین کو تنقید و تحسین کا موقع فراہم کرتا ہے۔ ہم دوسرے قارئین کی طرح سوال و جواب اور مستقل کے ادیب کالموں کے شدت سے منتظر ہیں۔ انہیں شروع کیا جائے۔ قلمی دوستی کے کالم کے بارے میں آپ کوئی حتمی فیصلہ کیوں نہیں دے دیتے؟

"دماغ لڑاؤ" ایک اچھا ذہنی مقابلہ ہے مگر رسالہ اتنی تاخیر سے ملتا ہے کہ اس میں شرکت ناممکن ہے۔

(طاہرہ حبیب احمد۔ حافظ آباد)

سوال و جواب کا کالم شروع کیا جا چکا ہے۔

(بھائی جان)

(۸)

چند ایک تجاویز ارسال ہیں۔ امید ہے آپ ان کو ضرور عملی جامہ پہنائیں گے۔

(۱) رسالے میں "بزم تشحیذ" کے عنوان سے جو خطوط شائع ہوتے ہیں۔ کافی خطوط میں جواب طلب باتیں ہوتی ہیں۔ ایسے ہر خط کے نیچے اس کا جواب ضرور شائع کریں۔ اس سے بچوں کو معلوم ہو جائے گا کہ ان کی تجاویز کس حد تک درست ہیں۔ اور کب ان پر عمل کیا جائے گا۔

(۲) رسالے میں ایک سلسلہ وار کہانی شروع کی جائے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جو دلچسپ اور اخلاقی کہانی ہے۔

(۳) قلمی دوستی کے بارے میں آئے دن کوئی نہ کوئی آواز بلند ہوتی رہتی ہے۔ اس کا فیصلہ بچوں کی رائے مانگ کر کر لیا جائے۔ ویسے قلمی دوستی کا کالم جلد شروع ہونا چاہیئے۔ اس طرح احمدی بچوں میں تعلقات کو فروغ حاصل ہوگا۔ اور مختلف مشاغل میں وہ ایک دوسرے سے رابطہ قائم کر سکیں گے

(مبارک احمد طاہر۔ حافظ آباد)

سلسلہ وار کہانی کی کوشش کی جا رہی ہے۔

(بھائی جان)

(۹)

ماہ دسمبر کا تشحیذ ملا۔ میں تو خوشی سے اچھل پڑی۔ اسی وقت پڑھنے بیٹھ گئی۔ مولوی محمد صدیق صاحب کی نظم "الٰہی امتِ احمد کے ہم معصوم بچے ہیں" اور خطاب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بر موقعہ سالانہ اجتماع اطفال الاحمدیہ مرکزیہ ۱۹۷۸ء بہت پسند آئے۔ دل کی گہرائیوں سے دعا نکلی کہ مولیٰ کریم اس پیارے رسالے کو دن دوگنی رات چوگنی ترقی دے۔ آمین۔

(ناصرہ نزہت۔ سعد اللہ پور)

(۱۰)

ماہ دسمبر کا شمارہ کافی انتظار کے بعد موصول ہوا۔ پڑھ کر اندازہ ہوا۔ کہ سبھی مضامین محنت اور لگن سے لکھے گئے تھے۔ اس شمارے میں اشعر انیس قابل ذکر مضامین تحریر تھے۔ جن کی تعریف میں اس کاغذ کے ٹکڑے پر نہیں کر سکتا۔ اس کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔

(انوار احمد قامر۔ ربوہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال

زاہدہ پروین بنت چوہدری محمد ابراہیم گنگا پور

- انسان کے تین دوست ہیں:۔
  (۱) مال۔ جو ذات تک ساتھ دیتا ہے۔
  (۲) مخلص گھر والے۔ جو قبر تک ساتھ دیتے ہیں۔
  (۳) اعمال۔ جو قیامت تک ساتھ دیتے ہیں۔
- سب سے بڑا سہارا تقوی ہے۔
- سب سے اچھی بات ذکر الٰہی ہے۔
- دل کی تاریکی بدترین تاریکی ہے۔
- ضرورت پوری کرنے والی تھوڑی چیز بھی غفلت میں ڈالنے والی زیادہ چیز سے بہتر ہے۔
- دل میں جاگزیں ہونے والی سب سے اچھی چیز یقین ہے۔
- جو کوئی مصیبت میں صبر کرتا ہے اللہ کے ہاں اچھا بدلہ پائے گا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدی کی تعریف

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب رضؓ

ہوں اللہ کا بندہ محمدؐ کی امّت
ہے احمدؑ سے بیعت خلیفہ سے طاعت
میرا نام پوچھو
تو مَیں احمدی ہوں

خدا کی عبادت رسولوں کی نصرت
قیامِ شریعت ھُدیٰ کی اشاعت
میرا نام پوچھو
تو مَیں احمدی ہوں

زمانے سے اَن بَن سبھی میرے دشمن
لہو کے ہیں پیاسے مسلمان۔ برہمن
گر اِلزام پوچھو
تو مَیں احمدی ہوں

سیہ کارِ اسود ریا کارِ احمر
جو مغضوبِ ابیض تو دجّالِ اصغر
یہ بدنام پوچھو
تو مَیں احمدی ہوں

طلب میں خدائی بہت خاک چھانی
ہر اک دین دیکھا ہر اک جا دعا کی
پھر انجام پوچھو
تو مَیں احمدی ہوں

وساوس۔ رذائل ہوئے مجھ سے زائل
یقیں میرا کامل ہوں جنت میں داخل
تو آرام پوچھو
تو مَیں احمدی ہوں

ہیں اثمارِ ایماں نجات اور عرفاں
مقاماتِ مَرداں ملاقاتِ یزداں
جو قسّام پوچھو
تو مَیں احمدی ہوں

مَیں کعبہ ہوں سب کا حرم اپنے رب کا
جو ملجائے عجم کا تو ماویٰ عرب کا
اب اسلام پوچھو
تو مَیں احمدی ہوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک ناقابلِ فراموش واقعہ

وسیم احمد ظفر ۔ ربوہ

یہ ان دنوں کا ذکر ہے۔ جب ممانی جان امریکہ جانے کے لئے پر تول رہی تھیں۔ اتفاق سے امی جان پہلے ہی کراچی چلی گئی تھیں۔ ورنہ...... شاید یہ کچھ لکھنے کی ضرورت پیش نہ آتی۔ اُس وقت میری عمر گیارہ سال کے لگ بھگ ہوگی۔ باجی ممانی جان کو الوداع کرنے لاہور تک جا رہی تھیں۔ چنانچہ مَیں بھی ضد کرکے ان کے ساتھ ہو لیا۔

اُس دن میں کتنا خوش تھا۔ جب ربوہ کے اسٹیشن پر گاڑی کے انتظار میں بے چینی کے ساتھ اچھل کود رہا تھا۔ ایک انجانا سا شوق مجھے گدگدا رہا تھا۔ میرا معصوم ذہن لاہور کی رنگینیوں میں کھویا ہوا تھا۔ ہوائی اڈہ (ائیرپورٹ) دیکھنے کی خواہش دل و دماغ پر چھائی ہوئی تھی۔ ان بھٹکتے ہوئے خیالات میں اتنا بھی خیال نہ رہا کہ میں پلیٹ فارم کے کنارے پر کھڑا ہوں۔ اور گاڑی خراٹے بھرتی ہوئی آ رہی ہے۔ اس کا احساس مجھے اُس وقت ہوا۔ جب ایک گرجدار آواز میرے کانوں سے ٹکرائی۔

"او ظفر جی! کہاں کھڑے ہو...... پیچھے ہٹو"

یہ باجی کی آواز تھی۔

چنانچہ مَیں اس آواز پر لبیک کہتے ہوئے فوراً پیچھے ہٹ گیا۔ اور اسی لمحے گاڑی پلیٹ فارم پر تھی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا نام لے کر ہم سب اس میں سوار ہو گئے اور گاڑی اپنی منزل (یعنی لاہور) کی جانب روانہ ہو گئی۔ سارا سفر خوشگوار ماحول میں چہ میگوئیاں کرتے اور ہنسی مذاق کرتے گزرا۔ اور سب خیریت سے لاہور پہنچ گئے۔

چونکہ ممانی جان نے رات کی فلائٹ سے جانا تھا اس لئے سارا دن ہمیں انتظار کرنا پڑا کہ کب رات ہو اور ہم ایئرپورٹ جائیں۔ لیکن آج تو ایسے لگتا تھا جیسے دن ختم ہی نہ ہوگا۔ جوں جوں وقت گزرتا جاتا تھا۔ توں توں میرے شوق میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔ آخر خدا خدا کرکے رات آئی اور ہم ہوائی اڈہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ وہاں پہنچنے پر معلوم ہوا کہ جہاز تقریباً گھنٹہ بھر لیٹ ہے۔ چنانچہ سب ہال میں انتظار کرنے لگے۔ اس وقت اتنی گہما گہمی کا عالم تھا کہ وقت گزرنے کا احساس ہی نہ ہوا۔ اور اناؤنسر نے اعلان کیا کہ

"جہاز رن وے پر کراچی فلائٹ کیلئے تیار کھڑا ہے"۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بس اتنا سُننا تھا کہ ہر طرف افراتفری پھیل گئی۔ کسی کو کسی کا ہوش نہ رہا۔ اور سب باہر کی طرف لپکنے لگے۔ اُن میں یہ خاکسار بھی شامل تھا۔ رش اتنا تھا کہ کھوے سے کھوا چھلتا تھا۔

"اوئی اللہ" میری ایک دم چیخ ہی تو نکل گئی۔ باجی اور دوسرے رشتہ دار کدھر چلے گئے؟ "معلوم نہیں" اس کے ساتھ ہی ذہن میں خطرے کی گھنٹیاں بجنے لگیں۔ سارا ہال خالی پڑا میرا مُنہ چڑا رہا تھا۔ باہر حدِّ نگاہ تک جان پہچان والا دکھائی نہ دیتا تھا۔ رن وے پر جہاز کھڑا میری بے بسی و بے کسی پر اتنے زور سے قہقہے لگا رہا تھا کہ کانوں کے پردے پھٹے جا رہے تھے۔

"کہاں جاؤں؟" "کدھر جاؤں؟" "کیا کروں؟ "کیا نہ کروں"؟ ذہن میں کئی سوال ابھرتے لیکن کوئی جواب نہ بن پڑا۔

جب باہر کوئی نظر نہ آیا تو دوبارہ ہال کی طرف لوٹا کہ شاید کہیں نظر آجائیں.... لیکن۔ بیکار۔ چنانچہ پھر باہر کی راہ لی۔ غرض ٹیبل ٹینس کے گیند کی طرح کبھی ادھر جاتا تو کبھی اُدھر۔ کبھی ہال میں جاتا تو کبھی ایرپورٹ کی طرف تلاش کرنے لگتا۔ اور کبھی کبھی حسرت بھری نظروں سے جہاز کو بھی دیکھ لیتا۔ جس کمبخت کے لئے اتنے جتن کئے تھے اور نوبت یہاں تک پہنچی تھی۔ لیکن جی بھر کے دیکھنا پھر بھی نصیب نہ ہوا!

اس وقت میرا ذہن وسوسوں اور اندیشوں کی شدید لپیٹ میں گھرا ہوا تھا۔

اگر اس وقت باجی نہ.... نہ.... نہ.... ملیں.... تو.... تو.... کر.... کیا کروں گا؟ (رو دینے کے انداز میں) کہ.... کہا.... کہاں.. .... جا.... ؤ.... ں.... گا.... ؟ اگر .... میں گم ہو گیا.... تو.... یا مجھے.... کسی نے اُٹھا لیا تو.... نہیں۔ نہیں ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا میں ہر قیمت پر باجی کو تلاش کر لوں گا"۔

جہاز تمام حالات سے بے نیاز اپنی جگہ پر دامن پھیلائے کھڑا تھا۔ لوگ باری باری اس میں سوار ہو رہے تھے۔ اور جہاز بدستور چیخ چیخ کر میری گمشدگی کا اعلان کر رہا تھا۔ لیکن کسی نے بھی اس بےزبان کی آواز پر توجہ نہ دی.... آہ.... کاش کوئی سمجھتا اور جان دھرتا۔

مجھے اس وقت باجی پر بڑا غصہ آ رہا تھا۔ اور آنا بھی چاہیئے تھا.... کیوں ٹھیک ہے ناں....؟ میں کبھی تو باجی کو تلاش کرتا اور کبھی جہاز کی من موہنی صورت دیکھ لیتا۔ اسی تگ و دو میں مجھے اُمید کی ایک دھندلی سی کرن نظر آئی۔ ایک دُور کے رشتہ دار جنگلے کے سامنے کھڑے دکھائی دیئے۔ میں نے سوچا چلو ڈوبتے کو تنکے کا سہارا ہی سہی۔ ان کو قابو کرتے ہیں۔ چنانچہ میں ان کے پاس اس ارادہ سے جا کھڑا ہوا کہ.... اگر خدانخواستہ باجی نہ ملیں تو ان کی منت سماجت کروں گا کہ.... گھر تک چھوڑ آئیں۔ لیکن دل تھا کہ قابو میں ہی نہ آتا تھا۔ (آخر ننھا سا تو تھا)۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسی اثناء میں جہاز میری حالتِ زار پر غموں کے دھوئیں چھوڑتا ہوا۔ کھسکنے لگا۔ اور پھر آہستہ آہستہ اُس نے دوڑنا شروع کر دیا تو شاید جہاز سے میری حالت دیکھی نہ جا رہی تھی۔

آپ غور کریں۔ ایک طرف پہلی مرتبہ جہاز دیکھنے کا شوق ہو اور دوسری طرف کھو جانے کا اندیشہ اور سونے پر سہاگہ یہ کہ کم سنی کا عالم ہو تو ایک اجنبی شہر میں اندھیری رات میں ایک بچھڑنے سے دل پر کیا بیتی ہوگی۔ اس کا اندازہ شاید آپ نہ لگا سکیں۔ نہ رو سکتا تھا نہ ضبط کر سکتا تھا۔

جب جہاز نظروں سے اوجھل ہو گیا تو میری پریشان نگاہیں ایک مرتبہ پھر نئے عزم سے باجی کو تلاش کرنے لگیں۔ کافی دیر ادھر اُدھر گھومتا رہا۔ لیکن..... بے سود۔ مگر خدا جانے ایسے وقت میں مجھ میں کہاں سے اتنی ہمت اور حوصلہ آ گیا تھا کہ میں نے ہار نہ مانی اور نہ ہی شکست تسلیم کی۔ دل نے کہا۔ تیرا نام "ظفر" ہے تو کام بھی "ظفر" ہونا چاہیئے۔ چنانچہ اسی عزم کی شمع کو دل میں جلائے میری نگاہیں مسلسل باجی کو تلاش کرتی رہیں..... چنانچہ جب میں باجی کو تلاش کرتے کرتے ہال کے دروازے کے سامنے سے گزرا۔ تو اچانک میری نظریں دُور سے آتی ہوئی باجی کے اُڑے ہوئے زرد چہرے پر مرکوز ہو گئیں۔ "باجی" میں یکدم چیخ اٹھا۔ باجی نے میری طرف دیکھا اور لپک کر گلے لگا لیا۔ اُن کی آنکھوں میں آنسو لہرا رہے تھے۔ "کہاں چلے گئے تھے تم.....؟" باجی کہہ رہی تھی۔ ان کی آواز میں پیار اور غصہ کی آمیزش تھی..... میری حالت اتنی غیر تھی کہ باوجود کوشش کے ایک لفظ بھی منہ سے نہ نکل سکا۔ اور میں غم کے گھونٹ پی کر رہ گیا۔ ورنہ میں اس وقت ضرور یہ کہتا کہ "باجی" یہ سوال تو مجھے آپ سے کرنا چاہیئے تھا....."

اس دن کے بعد سے توبہ کی اور کانوں کو ہاتھ لگایا کہ کبھی باجی کے ساتھ کہیں نہیں جاؤں گا..... ☆

مکرم مرزا احمد دین صاحب نازؔ

حمد

اے مالکِ حقیقی ہے فیض نام تیرا	ہر دو سرا میں دیکھا بالا ہے نام تیرا
ہو جان جب روانہ لب پہ تیرا ترانہ	بندہ پہ یہ کرم ہو عالی مقام تیرا
محظوظ مجھ کو کر دے مولا شرابِ حق سے	پیتا رہوں ہمیشہ بھر بھر کے جام تیرا
توفیق دے تو مجھ کو کر دوں میں نام روشن	جس دین کا تھا بانی احمد امام تیرا
ہے نازؔ کی دعا یہ لمبی ہو عمر میری	اس عمر میں پھروں میں لے کر پیام تیرا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ننھے ادیب

حضرت مصلح موعودؓ کے کارنامے

۱۴ر مارچ ۱۹۱۴ء کو حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ، تخت خلافت پر متمکن ہوئے اور ۵۲ سال خلافت کے بعد ۸ر نومبر ۱۹۶۵ء کو وفات پائی۔ یہ مضمون آپ کے چند ایک کارناموں کو بیان کرتا ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ مرزا بشیر الدین محمود احمد امام آخر الزمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فرزندِ ارجمند اور خلیفہ ثانی تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ سے ہندوؤں نے ایک روشن نشان شائع کرنے کا مطالبہ کیا۔ آپ نے ان کے اس مطالبہ کو قبول فرماتے ہوئے۔ خدائی اشارہ کے مطابق ہوشیار پور میں چلہ کشی (چالیس دن تک عبادت) فرمائی جس پر خدا تعالیٰ کی رحمتِ خاص نے آپ کو ایک پسر لاثانی کی بشارت دی۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے عظیم الشان لختِ جگر کی پیدائش کی پیشگوئی شائع فرما دی۔ اس پیشگوئی کے مطابق ہمارے پیارے امام حضرت مصلح موعودؓ ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء کو اس دنیا میں تشریف لائے۔

حضرت مصلح موعودؓ کو خدا تعالیٰ کی بے بہا عنایات حاصل تھیں۔ اور آپ کی آمد جیسا کہ خدا تعالیٰ نے

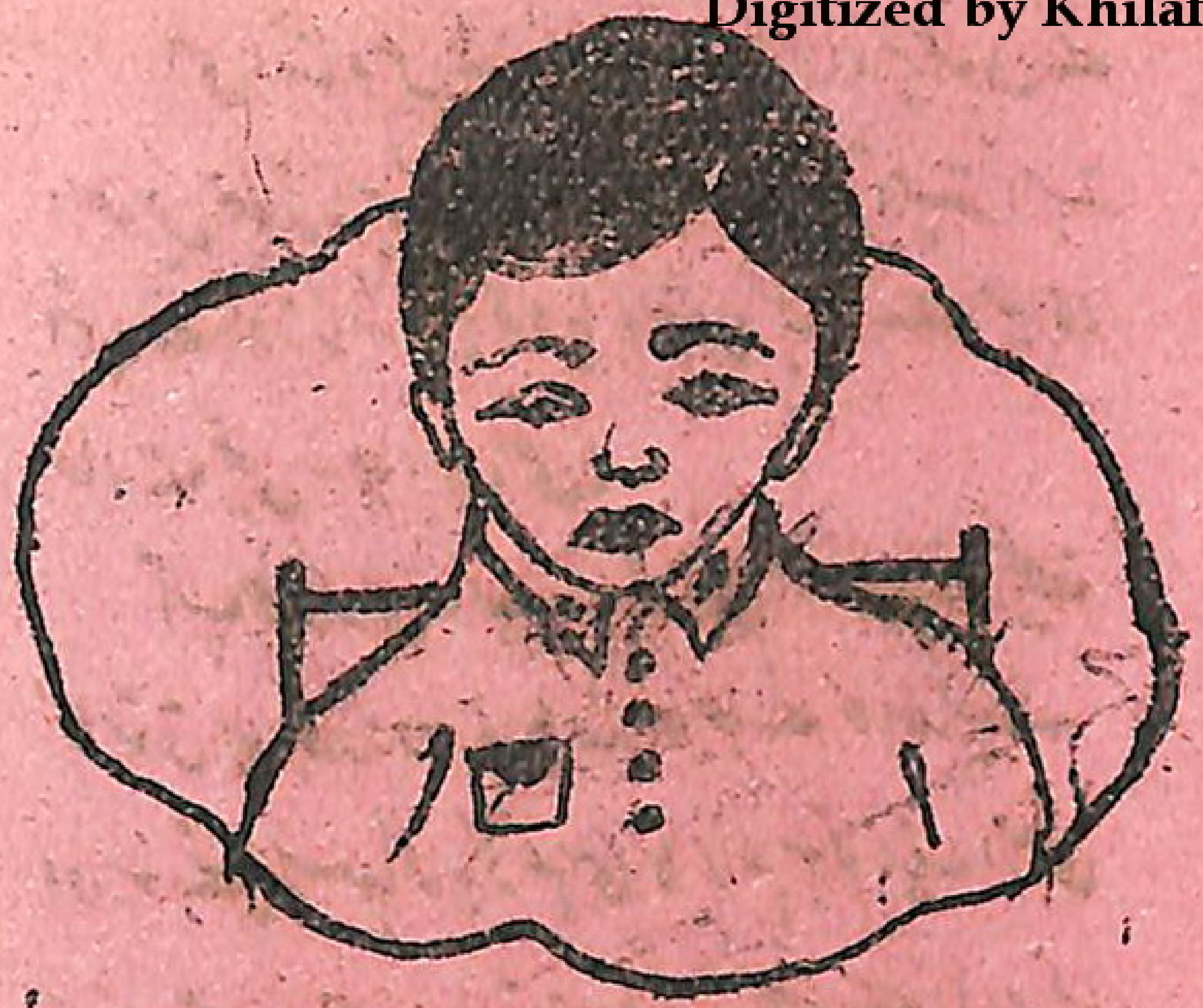

خود فرمایا تھا۔ خدا کا ظہور تھا۔ حضرت مصلح موعودؓ جو مثیلِ مسیح موعودؑ تھے۔ ان کے محاسن کو شمار کرنا دریا کو کوزے میں بند کرنے کے مترادف ہے۔ آپؓ کے کارناموں اور اخلاقِ حسنہ کا اعتراف آج اپنے پرائے۔ دوست دشمن۔ خورد و کلاں۔ پیر و جواں سبھی کر رہے ہیں۔

آپؓ کے کئے ہوئے کام اور لگائے ہوئے پودے بزبانِ حال پکار پکار کر کہہ رہے ہیں۔ پسر موعودؓ جیسی ہستیوں کا اس دنیا میں بار بار آنا کوئی آسان کام نہیں۔

حضرت مصلح موعودؓ خدائی وعدہ کے مطابق علوم ظاہری و باطنی سے پُر کئے گئے تھے اور علم ظاہری میں (خواہ وہ کیسا ہی ہو) آپؓ کو کامل عبور حاصل تھا۔ علم ظاہری میں آپؓ کا ہمسر تلاش کرنا بہت مشکل ہے۔ قرآن پاک کی تفسیر آپ کے باطنی علوم سے پُر کئے جانے پر ایسی شاہد ہے کہ دنیا کا کوئی مفسر۔ کوئی عالم آپ کا مقابلہ کرنے کی تاب نہ لا سکا۔ آپ نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اعلان فرمایا :-

"اب بھی میں یہ دعویٰ کرتا ہوں کہ بیشک ہزار عالم بیٹھ جائیں اور قرآن کریم کے کسی حصہ کی تفسیر میں میرا مقابلہ کر لیں۔ مگر دنیا تسلیم کرے گی کہ میری تفسیر ہی حقائق و معارف اور روحانیت کے اعتبار سے بے نظیر ہے۔"

آپ نے اشاعتِ اسلام میں اپنے تن۔من دھن کی بازی لگا دی۔ اپنی اولاد اپنی ہر چیز راہِ خدا میں وقف کر دی۔ شجر اسلام کی آبیاری اپنے خون سے کی۔ آپؓ فرماتے ہیں :

محمودؐ کر کے چھوڑیں گے ہم حق کو آشکار
روئے زمین کو خواہ ہلانا پڑے ہمیں

حضرت مصلح موعودؓ جب مسندِ خلافت پر متمکن ہوئے تو خود کو جماعت کا متولی سمجھنے والا حصہ آپ کی خلافت سے منکر ہو گیا۔ اس وقت بظاہر یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ سلسلہ تادیر قائم نہ رہ سکے گا۔ لیکن یہ خدائی جماعت کیوں نہ بڑھتی۔ جبکہ اس کا خضر خدا نے اپنا موعود خلیفہ بنایا تھا۔ آپ نے ہر مخالفت کا سر توڑ جواب دیا اور کشتیٔ احمدیت کو کامیابی و کامرانی سے ہمکنار کر دکھایا۔ آپؓ نے اپنی زیر نگرانی قرآن پاک کا بہت سی زبانوں میں ترجمہ کروایا۔ ہر ملک میں احمدیہ مشن قائم کئے۔ اور دنیا کے مختلف حصوں میں سینکڑوں مساجد تعمیر کروائیں۔

جس طرح حضرت عمر فاروقؓ کے عہد میں اسلام نے دیگر ممالک میں اپنی تابانی کو ظاہر کیا۔ اسی طرح عمر ثانی حضرت مصلح موعودؓ نے پرچم اسلام کو اکنافِ عالم میں گاڑ دیا۔ آپ نے ہر احمدی مرد و زن کو نہایت احسن طریق سے ایک لڑی میں پرو دیا۔ بچوں کے لئے اطفال الاحمدیہ کا قیام فرمایا تو بچیوں کے لئے ناصرات الاحمدیہ کی تنظیم قائم کی۔ جوانوں کے لئے خدام الاحمدیہ اور بزرگوں کے لئے انصار اللہ۔ تو عورتوں کے لئے لجنہ اماء اللہ کا ادارہ قائم فرمایا۔

حضرت مصلح موعودؓ نے غیر ممالک کو نورِ اسلام و احمدیت سے منور کرنے کے لئے تحریک جدید کا اجراء فرمایا۔ اسی کے تحت ہر سال جامعہ احمدیہ سے تربیت یافتہ مبلغین اسلام۔ اشاعتِ اسلام کے لئے غیر ممالک میں جاتے ہیں۔ پھر آپؓ نے اپنے ملک کو آفتابِ احمدیت کی تمازت پہنچانے کے لئے وقفِ جدید کا آغاز فرمایا۔ جس کے ذریعہ معلمین کا ایک وسیع حلقہ قائم کیا۔ آپ کے بہترین کارناموں میں سے ایک عظیم الشان کارنامہ مرکز احمدیت و اسلام ربوہ کا قیام ہے۔ اس کی تعمیر پر وہ الہام پورا ہوا جس میں کہا گیا تھا کہ "وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا"۔ آپؓ نے مراکزِ اسلام کو تین سے چار کر دیا۔ اتنے مختصر سے عرصے میں اتنے عالیشان شہر کو بنانا کوئی سہل کام نہیں ؎

ارضِ ربوہ جس کی شاہد ہے وہ معمولی نہ تھا
خونِ فخر المرسلیں تھا شیر ام المومنین

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آپ کے کارہائے نمایاں میں سے ایک استحکام خلافت بھی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و احسان ہے کہ اس نے اپنے اس محبوب کے ہاتھوں نظامِ خلافت کو حیاتِ ابدی بخشی۔ اور جماعت احسن طریق سے ایک ہاتھ پر پھر جمع ہوگئی۔ حضرت عمر فاروق رض کی طرح آپ نے زخم بھی کھایا مگر خدا تعالیٰ نے معجزانہ طور پر زندگی عطا فرمادی اور نظامِ خلافت کو مضبوط کرنے کا بہترین طریق آپ کو سکھایا۔ آپ کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ نے جماعت کو پھر ایک ہاتھ پر جمع کردیا۔

حضرت مصلح موعود رض نے اپنے پیارے اور مقدس باپ کی مبارک نعش کے سرہانے کھڑے ہوکر جو اقرار کیا اور جسے حضرت سیّدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رض نے اس طرح نظم کیا ؎

میں کروں گا عمر بھر تکمیل تیرے کام کی
وقف کردوں گا خدا کے نام پر جانِ حزیں

آپ نے اسے ہر لحاظ سے پورا کر دکھایا۔ باوجود بیماری، ضعف اور پیرانہ سالی کے اسلام کی خدمت میں سرگرم رہے۔ اپنی صحت کی پروا نہ کی اپنی اولاد کو بھی وقف کردیا ؎

کہہ نہیں سکتا کوئی انکار عالم ہے گواہ
جو کہا تھا آخر اس نے کر دکھایا بالیقین

آپ کے کارناموں کو دیکھ کر بے اختیار دل کی گہرائیوں سے آواز نکلتی ہے کہ حضور رض واقعی کلمۃ اللہ تھے۔ آپ رض علومِ ظاہری و باطنی سے پُر کئے گئے تھے۔ آپ یقیناً اُن مبارک ہستیوں میں سے تھے جو صدیوں کے بعد خلق اللہ کی بھلائی کے لئے آتی ہیں۔

آخر میں دُعا ہے کہ خدا تعالیٰ ہمارے پیارے آقا کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے اور ہمیں آپ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق دے آمین۔

اتفاق میں برکت ہے

یہ ایک سرسبز پہاڑی علاقہ تھا۔ اور ایک پہاڑی کے دامن میں ایک اُدھیڑ عمر کا لکڑہارا اپنے کنبے کے ساتھ رہتا تھا۔ سردی کا موسم تھا۔ اُس نے معمول کے مطابق آج بھی اپنا اوورکوٹ پہنا اور کلہاڑا اپنے کندھے پر رکھ کر جنگل کی طرف چل دیا جہاں جاکر وہ سارا دن لکڑیاں کاٹتا تھا۔ جنگل کے راستے میں اُسے ایک وسیع و عریض سرسبز پہاڑی پڑتی تھی۔ جب وہ اس کو پار کر رہا تھا اُسے خیال آیا کہ کیا بات آج سورج نہیں نکلا۔ اور ہاں اُسکی حیرانگی ٹھیک ہی تو تھی۔ کیونکہ جب وہ روزانہ اس پہاڑی سے گزرتا تو سورج ایک پہاڑی کی اوٹ سے اُبھر کر اس محنتی بوڑھے کے قدموں میں اپنی سنہری شعاعیں بکھیرتا اور جب وہ شام کو اسی راستے سے واپس لوٹتا تو سورج ڈوبتے ڈوبتے اُسے شب بخیر کہتا لیکن آج سورج نے خوشی سے تمتماتے ہوئے چہرے سے لکڑہارے کو صبح بخیر نہیں کہا اور پرندے بھی ابھی تک گھونسلوں میں ہی چھپے ہوئے تھے۔ اس وقت ہوا نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اپنے بادل سورج کے سامنے لا کھڑے کئے تھے اور اس کے سامنے ڈٹ کر کھڑی کہہ رہی تھی کہ میں زیادہ طاقتور ہوں کہ تم؟ شاید اس کو سورج اور لکڑہارے کی دوستی سے چڑ تھی۔ سورج نے کہا کہ اس میں جھگڑنے کی کیا بات ہے وہ دیکھو سامنے ایک آدمی اوور کوٹ پہنے جا رہا ہے جو بھی اس کا کوٹ اتارنے میں کامیاب ہوگیا وہ طاقتور ہوگا۔ اس پر ہوا رضامند ہوگئی۔ اب پہلے ہوا نے زور آزمائی کی اور تیزی سے چلی کہ کوٹ اتار سکے۔ لیکن بوڑھے کو اس پر سردی محسوس ہوئی اس نے اپنا کوٹ اور بھی سمیٹ لیا۔ ہوا نے بہت کوشش کی لیکن آخر تھک ہار کر ہوا کو رکنا ہی پڑا۔

اب سورج کی باری تھی اس نے اپنی نرم نرم سنہری شعاعیں لکڑہارے کے چہرے پر ڈالیں جس سے اسے حرارت محسوس ہوئی جب تھوڑی دیر تک لکڑہارے کے چہرے پر دھوپ پڑتی رہی تو لکڑہارے کو گرمی لگی اس نے کوٹ اتار کر کاندھے پر رکھ لیا۔ اب ہوا شرمندہ ہوگئی اور اس نے پوچھا۔ اے سورج تیری کامیابی کا راز کیا ہے۔ سورج نے جواب دیا۔ میں نرمی کا سلوک کرتا ہوں اور لوگوں کے کام آتا ہوں۔ پھر ہوا نے کہا کہ مجھے کوئی مشورہ دو۔ سورج نے کہا کہ جا فلاں علاقے میں وہاں سخت گرمی ہے اور بارش نہ ہونے کی وجہ سے کھیت اور باغات خشک ہوگئے اور قحط پڑ گیا ہے۔ ہوا نے سورج کا شکریہ ادا کیا اور اسی علاقے کی طرف چل دی اور وہاں جا کر خوب بارش برسائی اور پھر چند ہی دنوں میں باغوں میں بہار آگئی۔ کھیت سبزے سے لہلہانے لگے۔ اور سارا علاقہ سبزہ زار بن گیا۔ اگلے دن جب لکڑہارا پھر اسی پہاڑی سے گزرا تو سورج نے پہلے کی طرح صبح بخیر کہا اس وقت شبنم کے ننھے ننھے قطرے موتیوں کی طرح چمک رہے تھے۔ اور پرندے بھی چہچہا رہے تھے۔ اور پھر دوپہر کے وقت جب لکڑہارا کھانا کھا رہا تھا تو درختوں کے پتوں سے چھن چھن کر آنے والی سورج کی شعاعیں ساری کہانی سنا رہی تھی۔

اس کہانی سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ کس طرح چاند۔ سورج، ستارے اور ہوائیں اتفاق سے اپنا اپنا کام کر رہے ہیں۔ اگر یہ اتفاق نہ کریں تو دنیا پر مصیبت آجائے۔ ہمیں بھی اپنے ساتھیوں سے اتفاق سے رہنا چاہیئے اس سے خود کو بھی خوشی ملتی اور دوسرے لوگ بھی خوش رہتے ہیں۔

(نعیم احمد طاہر۔ فیکٹری ایریا ربوہ)

ہر قسم کی عمارتی لکڑی کے لئے

پاک ٹمبر

۲۵ نیو ٹمبر مارکیٹ۔ راوی روڈ لاہور

فون نمبر ۶۲۶۱۸ گھر فون نمبر ۵۳۵۰۰

کو ہمیشہ یاد رکھیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آپ بھی پُوچھئے

سوال :- آپ اس وقت کیا سوچ رہے ہیں؟
(نصیر احمد ناصر پھیرو چیچی)

جواب :- آپ کے سوال کا جواب۔

سوال :- اگر مجھے آپ سے کوئی شکایت ہو تو.....؟

جواب :- فرمائیے ؟

سوال :- کیا آپ میرا تعارف کروا دیں گے.....؟
(نصیر الدین سیالکوٹ)

جواب :- مگر کس سے ؟

سوال :- یہ سلسلہ "آپ بھی پوچھئے" کب تک جاری رہے گا؟ (روح الدین صبیحہ۔ کراچی)

جواب :- جب تک آپ پوچھتے رہیں گے۔

سوال :- میرا اور آپ کا رشتہ......؟

جواب :- احمدی بھائی ہونے کا۔

سوال :- بھائی جان سُنا ہے آپ کی یادداشت بہت تیز ہے......؟ (ثمینہ ریاض۔ تربیلا ڈیم)

جواب :- سُنی سنائی باتوں پر اعتبار نہیں کرتے۔

سوال :- دُنیا میں کامیابی کا راز......؟

جواب :- سچی محنت اور دُعا۔

سوال :- نزول کے اعتبار سے قرآن شریف کی سب سے پہلی آیت کونسی ہے...؟ (احمد علی لاہور)

جواب :- اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۝

سوال :- قرآن شریف میں کس صحابی کا نام آیا ہے۔؟

جواب :- حضرت زید رضی اللہ عنہ، کا۔

سوال :- ذو النورین سے کون مراد ہیں؟

جواب :- حضرت عثمان غنی رضؓ۔

سوال :- مدینہ منورہ کا پہلا نام کیا تھا؟

جواب :- یثرب

سوال :- حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا دوسرا وطن کسے قرار دیا۔؟

جواب :- سیالکوٹ کو

سوال :- حضرت امیر حمزہ کے گھوڑے کا نام کیا تھا۔؟

جواب :- "اشقر"

سوال :- تشحیذ الاذہان کے معنی کیا ہیں؟

جواب :- ذہنوں کو تیز کرنے والا۔

سوال :- بھائی جان! آپ جواب غلط کیوں دیتے ہیں....؟ (کریم احمد شریف۔ ربوہ)

جواب :- جیسا سوال ویسا جواب۔

سوال :- جرمن میں نازی فوج کا سربراہ کون تھا؟

جواب :- ہٹلر

سوال :- انسانی جسم کا سب سے زیادہ سرد حصّہ کونسا ہے؟

جواب :- ناک۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

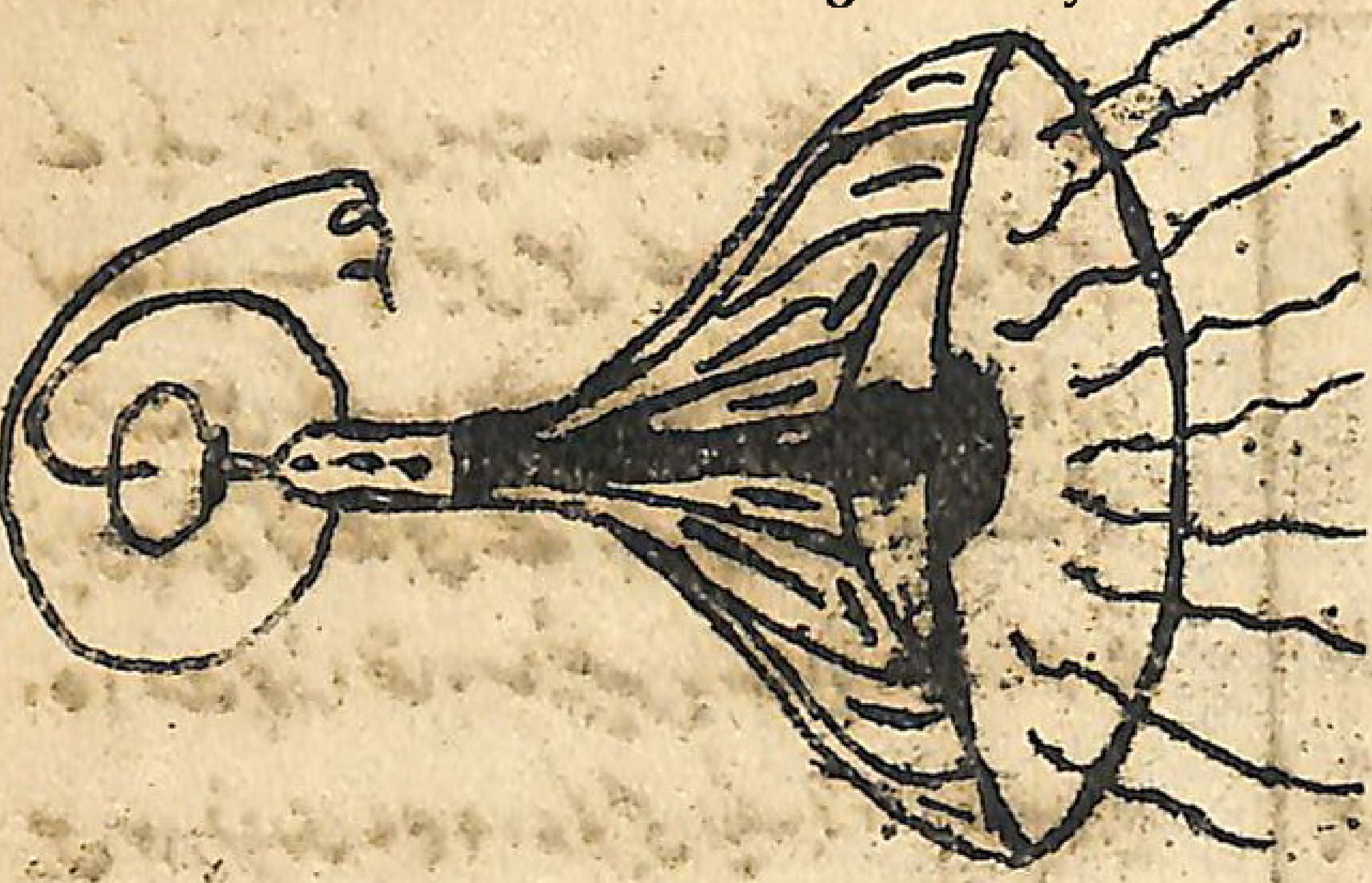

خبرنامہ تشحیذ

سب سے بڑی چھپکلی

دُنیا میں سب سے بڑی چھپکلی انڈونیشیا میں پائی جاتی ہے جس کا وزن ۱۳۵ کلوگرام ہوتا ہے۔ اور اس کی لمبائی ۳½ میٹر ہوتی ہے۔ یہ زمین پر دوڑتی ہے۔ اور حیرت کی بات یہ ہے کہ یہ بڑے بڑے جانوروں ہرن اور ریچھ کا بھی شکار کرتی ہے۔

(ناصر خلیق اوپل ۔ گجرات)

شہاب ثاقب اور شہابیے

بعض اوقات آسمان پہ کوئی ستارہ سا ٹوٹتا نظر آتا ہے۔ وہ ایک روشن لکیر چھوڑتا ہوا کچھ دور جا کر غائب ہو جاتا ہے۔ عام طور پر اسے ٹوٹنے والا ستارہ کہتے ہیں۔ لیکن یہ نام کچھ غلط سا ہے۔ دراصل یہ ستارہ نہیں ہوتا بلکہ اسے سائنس میں شہاب ثاقب کہتے ہیں۔ یہ محض ریت کے ذرات یا چھوٹی کنکریاں ہوتی ہیں۔ زمین کے قریب ان کی رفتار ۵۴ میل فی گھنٹہ ہوتی ہے جب کوئی ذرہ انتہائی تیزی سے ہوا میں داخل ہوتا ہے تو رگڑ سے اس میں بے حد حرارت پیدا ہوتی ہے۔ اس سے وہ جل اُٹھتا ہے۔ اور زمین تک پہنچنے سے پہلے ہی ختم ہو جاتا ہے۔

اگر زمین کی طرف آنے والا پتھر یا بہت بڑا دھات کا ٹکڑا ہو تو وہ ہوا میں جل کر ختم نہیں ہو سکتا۔ اس لئے زور سے زمین پہ گرتا ہے۔ دُنیا کے کئی مقامات پر اس قسم کے پتھر پائے گئے ہیں۔ ان کو شہابیے کہتے ہیں۔ بہت سے شہابیے لوہے اور نکل کے بھی بنے ہوتے ہیں۔ اب تک ملنے والے شہابیوں میں سب سے بڑا افریقہ کے جنوب مغربی حصے میں پڑا ہوا ہے۔ دوسرا بڑا شہابیہ امریکی سیاح پیئری ۱۸۹۴ء میں گرین لینڈ سے اٹھوا کر لایا تھا۔ اب یہ امریکہ کے ایک عجائب گھر میں رکھا ہے اس کا وزن ۳۴ ٹن ہے۔

۳۰ جون ۱۹۰۸ء کو دن کے وقت سائبیریا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے ایک جنگل میں بہت سے شہابیئے ایک ساتھ گرے ان سے چالیس میل کے دائرے میں تمام درخت جل گئے۔ یا جڑوں سے اکھڑ گئے۔ وہاں زمین پہ کئی گڑھے بن گئے۔ جن میں سے سب سے بڑا ۱۵۰ فٹ چوڑا تھا۔ سائبیریا کے ایک اور علاقے میں ۱۲؍ فروری ۱۹۴۷ء کو بھی ایک بڑا شہابیہ ٹکرایا۔ وہ زمین پر گرنے سے پہلے پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ ان ٹکڑوں کا مجموعی وزن ایک سو ٹن کے قریب تھا۔ امریکہ میں ایری زونا کے ریگستان میں ۵۷۰ فٹ گہرا اور پون میل لمبا ایک گڑھا موجود ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ وہاں تقریباً ۵۰ ہزار سال پہلے بہت بڑا شہابیہ گرا تھا۔

(سلمان احمد بابر ٹوبہ ٹیک سنگھ)

ہر قسم کی انگریزی ادویات کی خرید اور نسخہ جات کی تیاری کے لئے لائق صد اعتماد مرکز

EL-KEMISTS

الکیمسٹس فون نمبر ۴۱۶۶۴

سیٹلائٹ ٹاؤن۔ راولپنڈی

منظور شدہ کیمسٹس برائے واپڈا۔ ریڈیو پاکستان، پاکستان اٹامک انرجی کمیشن، ایچ۔ ایف۔ ایف اور نسپاک NESPAK

کی خدمات سے فائدہ اُٹھائیں۔

اطفال اور ناصرات متوجہ ہوں

ہر سال اطفال الاحمدیہ مرکزیہ کے زیر اہتمام اطفال و ناصرات کا ایک مقابلہ مضمون نویسی ہوتا ہے جس میں اوّل۔ دوم اور سوم آنیوالوں کو علی الترتیب ۲۰۰/-، ۱۵۰/- اور ۱۰۰/- روپے دیئے جائیں گے۔ (امسال یہ رقم دگنی کر دی گئی ہے) اس سال کا عنوان ہے:۔

"سیرۃ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ"

یہ مضمون کم از کم پانچ اور زیادہ سے زیادہ سات فل سکیپ صفحات پر مشتمل ہونا چاہیئے اور ۳۱؍ جولائی ۱۹۷۹ء تک مرکز میں پہنچ جانا چاہیئے۔ حوالے اور پتہ مکمل اور صاف لکھیں۔

اس سلسلہ میں سیرۃ خاتم النبیینؐ۔ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ و دیگر اسلامی کتب مثلاً سیرۃ النبیؐ از علامہ شبلی نعمانی۔ سیرۃ النبیؐ از علامہ سلیمان ندوی۔ تاریخ اسلام از علامہ ابن خلدون۔ تاریخ اسلام از ڈاکٹر عبد الحمید۔ تاریخ اسلام از صاحبزادہ عبد الرسول خلافت راشدہ اور خلافت حضرت ابوبکر صدیق رضؓ از مولانا دوست محمد صاحب شاہد۔ وغیرہ سے بھی استفادہ کیا جا سکتا ہے! اطفال اور ناصرات سے گذارش ہے کہ وہ اس مقابلہ میں شریک ہوں اور اسکو کامیاب کریں۔

(سیکرٹری اشاعت اطفال الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دماغ لڑاؤ

مرتبہ:- وسیم احمد ظفر جامعہ احمدیہ - ربوہ

۱- "ج" سے شروع ہونے والے اللہ تعالیٰ کے اسماء لکھیں۔

۲- حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ب سے شروع ہونے والی کتب کے نام تحریر کریں۔

۳- انور اور اس کے باپ کی عمر میں ایک اور تین کی نسبت ہے۔ لیکن پندرہ سال قبل ان کی عمروں میں ایک اور نو کی نسبت تھی۔ بتائیے انور اور اس کے باپ کی موجودہ عمریں کیا ہیں۔

۴- ایک کنوئیں میں ۲۵ مینڈک تھے۔ پانچ مر گئے باقی اس میں کتنے مینڈک رہ گئے۔

۵- ایک شخص پھول اور پھل لے کر ان کی مٹھائی بنا لیتا ہے۔ بتائیے تو وہ کونسی ہے؟

۶- وہ کونسا دو حرفی پھل ہے جس کے درمیان "د" لگانے سے ایک مشہور پیغمبر کا نام بن جاتا ہے۔

۷- بتائیے وہ کونسا کالا چور ہے جو آپ کے سامنے روشنی ہوتے ہی پیچھے چلا جاتا ہے۔ اور اتنا ہوشیار ہے کہ موقع پا کر اپنا قد بھی گھٹاتا اور بڑھاتا رہتا ہے۔ اور کسی کے قبضہ میں نہیں آتا اور نہ ہی آئے گا۔

۸- میرا نام تلاش کریں - میں ایک سبزی ہوں:-

میرے نام کا پہلا حرف بگلا میں ہے۔ مرغی میں نہیں۔
میرے نام کا دوسرا حرف شام میں ہے۔ سعودی عرب میں نہیں۔
میرے نام کا تیسرا حرف مجاز میں ہے۔ حقیقت میں نہیں۔
میرے نام کا چوتھا حرف مریم میں ہے۔ عائشہ میں نہیں۔

۹- میرا نام تلاش کریں میں ایک پھل ہوں:-

میرے نام کا پہلا حرف مکران میں ہے۔ سندھ میں نہیں۔
میرے نام کا دوسرا حرف ہیجر میں ہے۔ کرنل میں نہیں۔
میرے نام کا تیسرا حرف ملکہ میں ہے۔ بادشاہ میں نہیں۔
میرے نام کا چوتھا حرف مالٹا میں ہے۔ سنگترہ میں نہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۱۰۔ شہروں کے نام تلاش کریں:۔

(i) یار صادق آباد ہاں کشتی میں سیر کریں (ii) عمر یونس کا چچا زاد بھائی ہے۔

(iii) اس دوائی کا بل کاؤنٹر پر جمع کروا دیں۔

۱۱۔ ملکوں کے نام تلاش کریں:۔

(i) مظفرہ کی ممانی تو آگئی مگر چچی نہ آئی (ii) تیز رَو میں بہت رَش ہوتا ہے۔

(iii) وہ شاعر بہت بڑا فلسفی بھی تھا۔

۱۲۔ اونٹنی کا نشان کس قوم کو دیا گیا۔

۱۳۔ جماعت احمدیہ کی بنیاد کب رکھی گئی۔

۱۴۔ سورج کی کرنیں سب سے پہلے ایشیا کے کس ملک پر پڑتی ہیں؟

نوٹ:۔ بچے اپنے جوابات ۲۵ مارچ ۱۹۷۹ء تک۔ ایڈیٹر ماہنامہ تشحیذ الاذہان ربوہ کے پتہ پر بھجوا دیں۔ جوابات بھجوانے والے بچوں کے نام رسالہ میں شائع کئے جائیں گے۔

ہر قسم کی عمارتی لکڑی کے لئے اپنے معروف ادارہ

گلوب ٹمبر کارپوریشن

۲۶ نیو ٹمبر مارکیٹ راوی روڈ لاہور پر تشریف لائیں

گورنمنٹ کنٹریکٹر

فون ۶۰۳۳۰ / ۶۳۳۳۰ رہائش:۔ ۶۲۹۳۰ فیکٹری رچنا ٹاؤن:۔ ۱۰۷۰۷

احباب لکڑی کو دیمک سے محفوظ رکھنے کیلئے ہم سے رابطہ پیدا کریں۔

جوابات دماغ لڑاؤ نمبر ۳

۱- بَارِیٌ - بَصِیْرٌ - بَرٌّ - بَاطِنٌ - بَاسِطٌ - بَاعِثٌ - بَدِیْعٌ - باقی

۲- ازالۂ اوہام - الحق مباحثہ لدھیانہ - الحق مباحثہ دہلی - آسمانی فیصلہ - آئینہ کمالات اسلام - اتمام الحجۃ - انوار الاسلام - آریہ دھرم - اسلامی اصول کی فلاسفی - انجام آتھم - استفتاء - البلاغ - ایام الصلح - اربعین - اعجاز المسیح - ایک غلطی کا ازالہ - الہدیٰ - اعجاز احمدی - الوصیت -

۳- تیتر　۴- درزی　۵- ۳۰ گھنٹوں میں　۶- آکھ

۸- (۱) گاڑی - (۲) حقّہ　۹- ناخن　۱۰- الو لعب

۱۱- حضرت سلمان فارسی　۱۲- اٹلی میں سب سے پہلا بنک قائم ہوا -

جوابات بھجوانے والے بچوں کے نام

سیّد شمس الضحیٰ کراچی - امۃ الحفیظ نبیلہ - امۃ المتین نزہت - منگلا ڈیم - عمار فر غنی ربوہ - مدثر احمد اعوان - فریدہ سلام - ہمیرا اسلام ربوہ - محمد جمیل تمر گڑھی -

دماغ لڑاؤ ۲ کے جوابات بھجوانے والے

ملک تنویر احمد جہلم - مبارکہ شاہین - امۃ القدیر کراچی سلمان احمد بابر ٹوبہ ٹیک سنگھ - داؤد احمد ناصر، ایوب احمد ناصر ربوہ - آصف نوید ربوہ - حامد منیر سیالکوٹ - منوّر لطیف لاہور ؏

بہترین مردانہ سوٹ سپیشلسٹ ڈسٹی بخش اور بہترین سلائی کے لئے ہماری خدمات حاصل کریں -

رائل ٹیلرز

گرینڈ ہوٹل افغان چوک کچہری بازار فیصل آباد

سکول کی کتابیں - کاپیاں اور سامان سٹیشنری، بازار سے بارعایت خرید فرمائیں -

نسیم بکڈپو اینڈ جنرل سٹور

ڈجکوٹ روڈ - فیصل آباد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لطائف

ایک صاحب نے اپنے لڑکے کو سمجھاتے ہوئے کہا:۔
"دیکھو..... آج ہمارے گھر ایک مہمان آرہے ہیں۔ ان کی ناک کے بارے میں کوئی سوال نہ کرنا"۔
مہمان آیا۔ تو لڑکے کی نظر اس کی ناک پہ پڑی۔ وہ فوراً بول اُٹھا۔
"ابو ابو! آپ تو کہہ رہے تھے۔ کہ ان کی ناک کے بارے میں کوئی سوال نہ کرنا۔ لیکن ان کی تو ناک ہے ہی نہیں"۔

ایک دوست:۔ میں نے اب فیصلہ کر لیا ہے۔ کہ آئندہ کبھی کسی سے شرط نہیں لگاؤں گا۔
دوسرا دوست:۔ چھوڑو یار، رہنے دو تم کبھی بھی اس بات پر قائم نہیں رہ سکتے۔
پہلا دوست:۔ اچھا یہ بات ہے تو شرط لگا لو۔
(عامر خلیل اوپل۔ گجرات)

ایک دیہاتی پہلی مرتبہ بس میں بیٹھا۔ بس اچانک ایک درخت سے جا ٹکرائی اور رک گئی۔ دیہاتی نے حیران ہو کر پوچھا!
"کیوں بھئی۔ جہاں درخت نہیں ہوتے وہاں بس کیسے روکتے ہو؟"

ایک افیمی (دوسرے سے) یار میرے لڑکے کو ناخن کاٹنے کی بُری عادت پڑ گئی ہے۔ کیا کروں؟
دوسرا افیمی۔ اس میں پوچھنے کی کونسی بات ہے۔ لڑکے کے دانت نکلوا دو۔

ڈاکٹر (مریض سے) اگر میں تمہارا مرض دُور کر دوں تو تم مجھے کیا انعام دو گے۔
مریض۔ ڈاکٹر صاحب میں ایک گورکن ہوں۔ (قبر کھودنے والا) اگر میں ٹھیک ہو گیا تو اپنے لائق ادا کر دوں گا۔
(نصیر الدین انجم۔ جھنگ صدر)

ایک چور چوری کر کے بھاگتا ہے۔ پیچھے سے پولیس پکڑ لیتی ہے۔
پولیس:۔ ہینڈز اَپ۔
چور:۔ میرا نام ہینڈز اَپ نہیں۔ حمید

-ہے-

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک لڑکا ماں کے پاؤں پر پانی چھڑک رہا تھا۔
باپ:۔ بھئی کیا کر رہے ہو؟
لڑکا:۔ جنّت کو پانی دے رہا ہوں۔

اُستاد:۔ (شاگرد سے) جنگلات کس کو کہتے ہیں
شاگرد:۔ لاتوں والی جنگ کو۔
(بشیر الدین بھٹی ناصر آباد فارم ضلع تھرپارکر)

اُستاد:۔ (شاگرد سے) گنگا کیا ہے۔ کہاں سے نکلتا ہے اور کہاں جا گرتا ہے؟
شاگرد:۔ جناب گنگا میرا دوست ہے۔ وہ صبح اپنے گھر سے نکلتا ہے اور سارا دن میرے گھر کھیل کر رات کو اپنے بستر پر جا گرتا ہے۔
(محمد جمیل تھرگڑی)

ایک بوڑھا بس میں سوار ہوا۔ کنڈکٹر نے پوچھا بابا کہاں جانا ہے؟
بوڑھا کافی دیر تک سوچتا رہا۔ پھر بولا۔ مجھے یاد نہیں آرہا کہ مجھے کہاں جانا ہے۔
کنڈکٹر گھسیٹتے ہوئے بس سے نیچے اتارنے لگا۔ بوڑھا بولا۔ مت گھسیٹو مجھے گھسیٹ پورہ جانا ہے۔
(زبیدہ نذیر دارالیمن غربی ربوہ)

ہر قسم کے وی بیلٹ۔ فلور ملوں اور رائس ملوں کی ضروریات کا سامان واجب نرخوں پر ہم سے خریدیں
کے ایم شریف اینڈ کمپنی
۷، نشتر روڈ — لاہور
فون نمبر:۔ ۶۵۵۱۳

اندرون ملک اور بیرون ملک ہوائی سفر کیلئے
ہماری خدمات حاصل کریں
نیو فیصل ٹریول سروس
فضل چیمبرز ۱۶ ہال روڈ لاہور پاکستان

ہر قسم کی خالص واٹر پروف کینوس برائے ٹرک جیپ اور ویگن کے لئے نیز ہر قسم کی واٹر پروف ترپال سستی۔ عمدہ اور معیاری نرخوں پر ہم سے دستیاب فرمائیں۔
طاہر کینوس ہاؤس
۱۰۔ دارالسلام بیرون دہلی دروازہ لاہور

نصف صدی قدیم ادارہ جہاں آپکو خالص شہد، بادام روغن اور دیگر ہر قسم کی یونانی ادویات دستیاب ہیں
حکیم محمد جمیل محمدی دواخانہ
عزیز روڈ۔ مصری شاہ۔ لاہور
فون نمبر:۔ ۵۸۱۶۴

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ **الفضل** ربوہ

ہمارا۔ آپ کا اور سب کا اخبار

اس میں حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات سے اقتباسات حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کے روح پرور خطبات۔ علماءِ سلسلہ کے اہم مضامین۔ بیرونی ممالک میں جماعت کی تبلیغی مساعی کی تفاصیل اور ملکی و عالمی اہم خبریں شائع ہوتی ہیں۔ آپ خود بھی یہ اخبار پڑھیں اور دوسروں کو بھی مطالعہ کے لئے دیں۔

اس کی توسیع اشاعت آپ کا جماعتی فرض ہے۔

(منیجر الفضل ربوہ)

ہر قسم کا سامان سائنس واجبی نرخوں

پر

خریدنے کے لئے

الائیڈ

سائنٹیفک سٹور

گنپت روڈ لاہور کو ہمیشہ یاد رکھیں

فون نمبر:- ۶۴۵۰۰

قذافی سپر سوپ

چاند مارکہ صابن امتیاز سوپ

اصلی اور عمدہ

ایجنسی کے لئے

رابطہ قائم کریں

لاہور سوپ فیکٹری

بیکو روڈ۔ کوٹ لکھپت۔ لاہور

قذافی سوپ

سورج مارکہ

دھوبی مارکہ

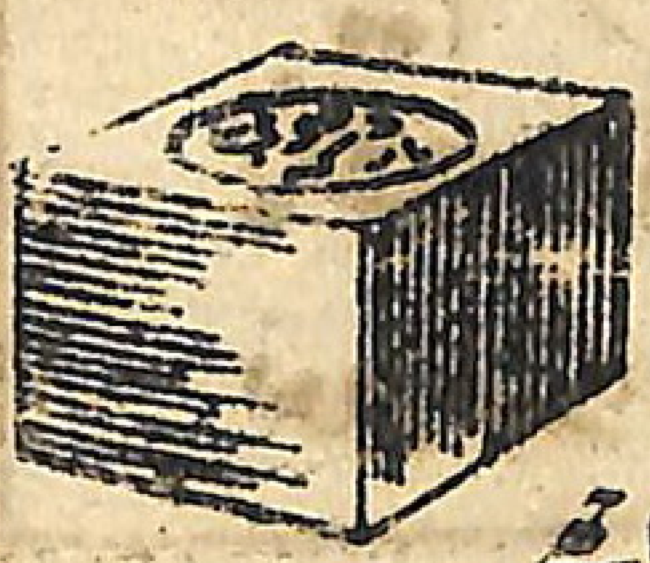

سستے اور اچھے

ہمیشہ استعمال کریں

ایجنسی کے لئے رابطہ قائم کریں

ضیاء کیمیکل اینڈ سوپ فیکٹری

بیکو روڈ کوٹ لکھپت۔ لاہور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Monthly **TASH-HEEZ-UL-AZHAN** *Rabwah*

Editor : M. Shafique Qaiser

Regd. No. L7128

March 1979

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صرف ٹائیٹل نصرت آرٹ پریس ربوہ میں